ماہنامہ
انصار اللہ

نومبر 2006ء
نبوت 1385ہش

ایڈیٹر
نصیر احمد انجم

دعاؤں کے نتائج میں تاخیر اور توقف کی وجہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ایک طالب نہایت رقت اور درد کے ساتھ دُعائیں کرتا ہے، مگر وُہ دیکھتا ہے کہ ان دُعاؤں کے نتائج میں ایک تاخیر اور توقّف واقع ہوتا ہے۔ اِس کا سِرّ کیا ہے؟ اس میں یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اوّل تو جس قدر اُمور دنیا میں ہوتے ہیں، اُن میں ایک قسم کی تدریج پائی جاتی ہے۔ دیکھو ایک بچّہ کو انسان بننے کے لئے کِس قدر مرحلے اور منازل طے کرنے پڑتے ہیں۔ ایک بیج کا درخت بننے کے لئے کس قدر توقف ہوتا ہے۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ کے امور کا نفاذ بھی تدریجاً ہوتا ہے۔ دوسرے اس توقف میں یہ مصلحتِ الٰہی ہوتی ہے کہ انسان اپنے عزم اور عقدِ ہمّت میں پُختہ ہو جاوے اور معرفت میں اِستحکام اور رُسُوخ ہو۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس قدر انسان اعلیٰ مراتب اور مدارج کو حاصِل کرنا چاہتا ہے اُسی قدر اُس کو زیادہ محنت اور دقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس استقلال اور ہمّت ایک ایسی عمدہ چیز ہے کہ اگر یہ نہ ہو تو انسان کامیابی کی منزلوں کو طے نہیں کر سکتا۔ اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ پہلے مشکلات میں ڈالا جاوے۔''

(ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ ۱۴۹)

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: نصیر احمد انجم

نبوت 1385 ہش - اکتوبر 2006ء

جلد نمبر 47

شمارہ نمبر 11

فون نمبر: 047-6212982 فیکس نمبر: 047-6214631

ای میل: ansarulah60@yahoo.com

تزئین: ریاض محمود باجوہ ۔ محمود احمد اشرف ۔ صفدر نذیر گولیکی

اس شمارہ میں

اداریہ — صفحہ 2-3

القرآن: مغفرت الٰہی — 4

حدیث نبویؐ: جمعہ اور درود — 5

عربی منظوم کلام — 6

فارسی منظوم کلام — 7

اردو منظوم کلام — 8

کلام الامام — 9

تفسیر سورۃ قریش — 10 تا 14

تحریر: مکرم محمود احمد اشرف صاحب

درود شریف کی برکات — 15 تا 24

تحریر: مکرم عبدالباسط شاہد صاحب

چند ایمان افروز واقعات — 22

مرتبہ: مکرم عبدالرشید سماڑی صاحب

رپورٹ اجتماعی وقار عمل مجلس انصار اللہ ضلع لاہور — 36-37

مقابلہ مقالہ نویسی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی

بعنوان "نظام خلافت" برائے مجالس انصار اللہ۔

خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ — 38 تا 39

واقفین عارضی پر اللہ تعالیٰ کے افضال

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث — 40

پبلشر: عبدالمنان کوثر

پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: انیس احمد

مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ

دار الصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ: (پاکستان)

سالانہ .... ایک سو روپیہ

قیمت فی پرچہ ...... ۱۰ روپے

اداریہ

کتابیں خریدیئے اور پڑھیئے

قرآن مجید نے آخری زمانے سے متعلق جو پیشگوئیاں فرمائی ہیں ان میں سے ایک صحائف کی کثرتِ اشاعت بھی ہے اور فی زمانہ یہ پیشگوئی اس شان سے پوری ہو رہی ہے کہ کوئی بھی مخالف اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

کروڑوں کی تعداد میں کتب اور اخبارات ورسائل کی اشاعت دنیا بھر میں ہوتی ہے۔ اس طرح علوم کے خزانے دنیا میں پھیل رہے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بھی ان میں سے عمدہ معلومات افزاء کتب خریدیں اور جو ہمارے ایمان و یقین میں اضافہ کریں۔ علم میں اضافہ اور پختگی کا موجب بنیں۔ جماعتی اداروں اور ذیلی تنظیموں نے بھی ایسی متعدد اور مفید کتب شائع کی ہیں۔ انہیں خریدیئے اور اپنی لائبریری کی زینت بنایئے۔

اس معاملہ میں تاریخ احمدیت شروع سے ہی درخشاں رہی ہے۔ اس مختصر اداریئے میں صرف حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی لائبریری اور آپ کے شوقِ کتب کی ایک جھلک پیش ہے۔ جو ''حیات نور'' میں مکرم شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل) نے یوں درج کی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں:

''مجھے کتابوں کا اس قدر شوق ہے کہ بعض کتابوں کے کئی نسخے میرے پاس جمع ہو جاتے ہیں۔ ایک دفعہ اس قسم کی مکرر تفسیریں ''انجمن حمایت اسلام'' کو دی تھیں۔ پھر بہت ہوگئیں۔ وہ ''انجمن نعمانیہ'' کو دے دی تھیں۔''

یہ امر اہل علم سے مخفی نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی لائبریری میں تفسیر، حدیث، اسماء الرجال، فقہ، اصول فقہ، کلام، تاریخ، تصوف، سیاست، منطق، فلسفہ، صرف ونحو، ادب، کیمیا، طب، علم جراحی، علم ہیئت اور غیر مذاہب کی نادر کتابیں موجود تھیں اور...... آپ نے بعض نادر قلمی نسخے نقل کرنے کے لئے اپنے ایک قابل شاگرد حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری کو بھوپال اور مصر میں بھی بھیجا تھا۔ پنجاب اور ہندوستان کے اہل علم کو چونکہ آپ کی اس لائبریری کا خوب علم تھا۔ اس لئے سرسید اور علامہ شبلی نعمانی جیسے علماء بھی اس سے فائدہ اٹھایا کرتے تھے۔ بلکہ ایک مرتبہ جب سر شاہ محمد سلیمان جج فیڈرل کورٹ آف انڈیا کو جو ایک علم دوست آدمی تھے چین کی ایک نادر کتاب کی ضرورت پیش آئی اور ہندوستان بھر کی کسی مشہور لائبریری میں انہیں یہ کتاب میسر نہ آسکی تو آخر انہیں پتہ لگا کہ اس کا ایک قلمی نسخہ قادیان میں موجود ہے۔ جس پر انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اجازت سے اس کا یہ نسخہ عاریتاً حاصل کیا۔ اور پھر بحفاظت واپس بھجوا دیا۔

حضرت خلیفہ اوّل فرمایا کرتے تھے کہ خارجیوں کی ایک کتاب 93 جلدوں میں ہے۔ جو ہمارے کتب خانہ میں موجود ہے۔ ایک دفعہ ایک سیاح یہاں آیا تو کہنے لگا کہ میں استنبول وغیرہ کے کتب خانے دیکھ چکا ہوں۔ میں اسے ساتھ لے گیا تو یہ کتاب دیکھ کر وہ بھی حیران رہ گیا۔

مجھے خوب یاد ہے جب قادیان کے زمانہ میں متعدد غیر ملکی سیاح قادیان آیا کرتے تھے تو سب سے زیادہ جو بات انہیں تعجب میں ڈالا کرتی تھی۔ وہ قادیان کی لائبریری تھی اور وہ یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہو جایا کرتے تھے کہ اس چھوٹے سے گاؤں میں اتنی عظیم الشان لائبریری کہاں سے آ گئی۔ (حیات نور صفحہ 580-581)

القرآن

مغفرت الٰہی

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ
وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ
وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

(الشوریٰ:6)

ترجمہ: قریب ہے کہ آسمان اپنے اُوپر سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ (اُس کی) تسبیح کر رہے ہوں اور وہ ان کے لئے جو زمین میں ہیں بخشش طلب کر رہے ہوں۔ خبردار! یقیناً اللہ ہی بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

جمعہ اور درود

عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ، فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ.

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب تفریع ابواب الجمعہ)

حضرت اوس بن اوسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنوں میں سے بہترین دن جمعہ کا دن ہے، اس دن مجھ پر بہت زیادہ درود بھیجا کرو کیونکہ اس دن تمہارا یہ درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

عربی منظوم کلام

وَاِنّیْ اَرٰی اَنَّ الذُّنُوْبَ کَبِیْرَۃٌ

فَیَا رَبِّ اَصْلِحْ حَالَ اُمَّۃِ سَیِّدِیْ
وَعِنْدَکَ ھَیِّنٌ عِنْدَنَا مُتَعَسِّرٌ

اے میرے رب! میرے آقا کی اُمّت کے حال کی اصلاح کردے اور یہ تیرے لئے آسان (اور) ہمارے لئے مشکل ہے

وَلَیْسَ بِرَاقٍ قَبْلَ اَنْ تَاْخُذَنْ یَدًا
وَلَیْسَ بِسَاقٍ قَبْلَ کَاْسٍ تُقَدِّرُ

اور کوئی بلندی پر نہیں جا سکتا پیشتر اس کے کہ تو اس کا ہاتھ پکڑے اور کوئی کسی کو (کچھ) پلا نہیں سکتا پیشتر اس پیالے کے جو تو مقدر کرے

وَقَدْ نُشِّرَتْ ذَرَّاتُنَا مِنْ مَصَائِبَ
وَ مِتْنَا فَلَا تَذْکُرْ ذُنُوْبًا تَنْظُرُ

اور ہمارے ذرّات مصائب کی وجہ سے منتشر کر دیئے گئے ہیں اور ہم مر چکے ہیں۔ پس ان گناہوں کو جو تو دیکھ رہا ہے نہ بیان کر

وَ اِنِّیْ اَرٰی اَنَّ الذُّنُوْبَ کَبِیْرَۃٌ
وَ اَعْرِفُ مَعَہٗ اَنَّ فَضْلَکَ اَکْبَرُ

اور میں دیکھ رہا ہوں کہ گناہ عظیم تر ہیں اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی جانتا ہوں کہ تیرا فضل عظیم ترین ہے

اِلٰھِیْ اَغِثْنَا وَاسْقِنَا وَاحْمِ عِرْضَنَا
بِسُلْطَانِکَ الْاَجْلٰی وَ اِنَّکَ اَقْدَرُ

اے میرے اللہ! ہماری فریاد رسی کر اور ہمیں سیراب کر اور ہماری عزت کی حفاظت کر اپنی بہت بڑی قوت سے۔ بے شک تو بڑی قدرت والا ہے

تَعَالَیْتَ یَامَنْ لَّا تُحَاطُ کَمَالُہٗ
لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَیْسَ یُحْصٰی وَ یُحْصَرُ

تیری شان بلند ہے اے وہ ہستی جس کے کمال کا احاطہ نہیں ہو سکتا تیری تعریف ایسی تعریف ہے جس کا شمار و احاطہ نہیں ہو سکتا

(حمامۃ البشریٰ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۳۲۸)

فارسی منظوم کلام

خدا در نصرتِ آنکس بود کو ناصرِ دین است

اگر خواہی کہ یابی در دو عالم جاہ و دولت را
خدارا باش و از دل پیشہٴ خود گیر طاعت را

اگر تو چاہتا ہے کہ دونوں جہان میں عزت اور دولت حاصل کرے تو خدا کا ہو جا اور دل سے اس کی فرمانبرداری اختیار کر

تو از دل سوئے یارِ خود بیا تا نیز یار آید
محبت مے کشد با جذبِ رُوحانی محبت را

تو دل سے اپنے یار کی طرف آ جا کہ پھر وہ بھی (تیری طرف) آئے کیونکہ جذب روحانی کی وجہ سے ایک محبت دوسری محبت کو کھینچتی ہے

خدا در نصرتِ آنکس بود کو ناصر دین است
ہمیں افتاد آئین از ازل درگاہِ عزّت را

خدا اس کی مدد میں لگا رہتا ہے جو اس کے دین کا ناصر ہے ہمیشہ سے درگاہِ رب العزت کا یہی قانون ہے

ہر آں کو یا بد از درگاہ از خدمت ہمے یابد
کہ غفلت را سزائے ہست و اجرائے ہست خدمت را

جو شخص بھی اس کی درگاہ سے کچھ پاتا ہے وہ خدمت سے پاتا ہے کیونکہ ہر غفلت کے لئے سزا ہے اور ہر خدمت کے لئے جزا ہے

اگر در حلقہٴ اہل خدا داخل شوی یا نے
نوِشتیم از رہِ شفقت کہ ماموریم دعوت را

تیری مرضی ہے خواہ تو اہل اللہ کی جماعت میں داخل ہو یا نہ ہو ہم نے شفقت کی وجہ سے یہ لکھا ہے کیونکہ ہم تو دعوت کے لئے مامور ہیں

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۷۶۔۷۷)

☆☆☆

اردو منظوم کلام

اے سونے والو! جاگو کہ وقتِ بہار ہے

لوگو سُنو! کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں
جس میں ہمیشہ عادتِ قدرت نُما نہیں

ہر دم نشانِ تازہ کا محتاج ہے بشر
قِصّوں کے معجزات کا ہوتا ہے کب اثر

قِصّوں کا یہ اثر ہے کہ دِل پُر فساد ہے
اِیماں زبان پہ سینہ میں حق سے عناد ہے

اے سونے والو! جاگو کہ وقتِ بہار ہے
اب دیکھو آ کے دَر پہ ہمارے وہ یار ہے

اس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصلِ مُدّعا
جنت بھی ہے یہی کہ مِلے یارِ آشنا

ڈھونڈو وہ راہ جس سے دِل و سینہ چاک ہو
نفسِ دَنی خُدا کی اطاعت میں خاک ہو

مِلتی نہیں عزیزو! فقط قِصّوں سے یہ راہ
وہ روشنی نشانوں سے آتی ہے گاہ گاہ

(درثمین اردو)

کلام الامام

گناہ کے پنجہ سے نجات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''یقیناً یاد رکھو کہ گناہوں سے بچنے کی توفیق اس وقت مل سکتی ہے جب انسان پورے طور پر اللہ تعالیٰ پر ایمان لاوے۔ یہی بڑا مقصد انسانی زندگی کا ہے کہ گناہ کے پنجہ سے نجات پالے۔ دیکھو ایک سانپ جو خوشنما معلوم ہوتا ہے بچّہ تو اس کو ہاتھ میں پکڑنے کی خواہش کرسکتا ہے اور ہاتھ بھی ڈال سکتا ہے لیکن ایک عقلمند جو جانتا ہے کہ سانپ کاٹ کھائے گا اور ہلاک کر دے گا وہ کبھی جرأت نہیں کرے گا کہ اس کی طرف لپکے۔ بلکہ اگر معلوم ہو جائے کہ کسی مکان میں سانپ ہے تو اس میں بھی داخل نہیں ہوگا۔ ایسا ہی زہر کو جو ہلاک کرنے والی چیز سمجھتا ہے تو اسے کھانے پر وہ دلیر نہیں ہوگا۔ پس اسی طرح پر جب تک گناہ کو خطرناک زہر یقین نہ کرلے اس سے بچ نہیں سکتا۔ یہ یقین معرفت کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتا۔ پھر وہ کیا بات ہے کہ انسان گناہوں پر اس قدر دلیر ہو جاتا ہے۔ باوجودیکہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور گناہ کو گناہ بھی سمجھتا ہے۔ اس کی وجہ بجز اس کے اَور کوئی نہیں کہ وہ معرفت اور بصیرت نہیں رکھتا جو گناہ سوز فطرت پیدا کرتی ہے۔

(لیکچر لدھیانہ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۸۷)

تفسیر سورۃ قریش

مرتبہ: مکرم محمود احمد اشرف صاحب

سورة الفيل سے تعلق: سورۃ الفیل میں بتایا تھا کہ خدا تعالیٰ نے کس طرح کعبہ کی حفاظت کی اور یہ کہ آئندہ بھی وہ حفاظت فرمائے گا۔ آئندہ جب وقت آئے گا تو دُنیا دیکھے گی لیکن مکہ والے پہلا نشان تو دیکھ چکے ہیں۔ پس اس سورۃ میں فرمایا کہ مکہ والے اتنا عظیم نشان دیکھنے کے باوجود دُنیا کی طرف زیادہ توجہ کرتے ہیں حالانکہ اس نشان کے بعد ان کو یقین ہو جانا چاہئے تھا کہ خانہ کعبہ سے تعلق رکھنے والوں اور اُس کی سچی خدمت کرنے والوں کا خود خُدا حافظ و ناصر ہوتا ہے مگر افسوس کہ اُن کی حالت اس کے برعکس ہے۔

دوسرا تعلق یہ ہے کہ سورۃ فیل میں کعبہ سے دشمنی رکھنے والوں کا انجام بتایا گیا تھا۔ اس سورۃ میں کعبہ سے محبت رکھنے والوں کے انجام کا ذکر ہے۔ واقعہ اصحاب الفیل پر یہ اعتراض ہو سکتا تھا کہ کیوں نہ اسے اتفاق قرار دیا جائے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے اب کعبہ سے دوستی رکھنے والوں کے ساتھ جو سلوک ہوا اس کا ذکر کر کے بتایا کہ ان دونوں باتوں کو دیکھ کر ہر شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ ہوا بالارادہ ہوا اتفاقی امر نہیں تھا۔

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ○ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ○

عربی میں فقرہ فعل کے ساتھ یا اسم سے شروع ہوتا ہے۔ حرف کے ساتھ شروع نہیں ہوتا۔ یہاں لام سے شروع ہو رہا ہے جو کہ حرف ہے اور ایلف مصدر ہے لہٰذا یہاں اس فقرہ سے پہلے کچھ نہ کچھ محذوف ہے جیسے مثلاً بسم اللہ کی ب سے پہلے اَقْرَاءُ یا اَشْرَعُ محذوف ہے۔ یہاں کیا محذوف ہے۔ اس کے مختلف جوابات ہیں جو سب درست ہیں۔

ایلاف کے مختلف معانی: (۱) کسی دوسرے کے دل میں محبت پیدا کر دینا خصوصاً مکان یا مقام کی محبت پیدا کر دینا۔ پس لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ کے معنے ہوں گے کہ قریش کے دل میں محبت پیدا کرنے کے لئے ہم نے اصحاب الفیل کو تباہ کر دیا۔

(۲) دوسرے معنی تیار کرنے اور سامان مہیا کرنے کے ہوتے ہیں پس آیت کے معنی ہوں گے کہ قریش کو گرمی سردی کے سفر پر تیار کرنے کے اور اس کے لئے سب سامانوں کے مہیا ہو جانے کا فعل الٰہی قابل تعجب ہے۔ کیونکہ مکہ والے سفروں پر جانا پسند نہیں کرتے تھے۔

(۳) تیسرے معنی ایلاف کے کسی چیز کو لازم کر دینے کے ہیں۔ معنی یہ ہوئے کہ ہم نے اصحاب الفیل کو تباہ کر کے قریش کو گرمی سردی کے سفروں سے وابستہ کر دیا کہ وہ ان کو نہ چھوڑیں ورنہ یہ لوگ ان سفروں کو چھوڑنے پر مجبور ہو جاتے۔

(۴) چوتھے معنی یہ کہ قریش کو سردی گرمی کا سفر کرنے کی محبت پیدا کرنے پر خدا کا شکر کرنا چاہئیے یعنی فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ کا صلہ بنا کر۔

قریش نام کی وجہ تسمیہ: قریش قَرَش سے ہے اس کا لغوی مطلب مختلف چیزوں کو اکٹھا کرنا ہے۔ اسی سے قرش نکلا ہے۔لکھا ہے کہ یہ ایک ایسا سمندری جانور ہے جو سب جانوروں کو کھا جاتا ہے۔میرا خیال ہے کہ اس سے مراد وھیل یا شارک مچھلی ہے۔عام خیال ہے کہ قریش کو اسی مچھلی کی وجہ سے قریش کہتے ہیں۔عبداللہ بن عباس کا قول ہے کہ چونکہ قریش قبیلہ بھی سب سے بڑا تھا اور سارے قبائل اس سے ڈرتے ہیں اس لئے اسے قریش کا نام دیا گیا ہے۔

حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا کہ **القُریش من وُلْدِ النَّضر** یعنی نضر بن کنانہ کی اولاد قریش کہلاتی ہے۔اسی طرح حدیث ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے کنانہ کو بنی اسرائیل میں سے فضیلت دی۔کنانہ میں سے قریش قبیلہ کو فضیلت دی۔قریش میں سے بنو ہاشم کو فضیلت دی۔بنو ہاشم میں سے مجھے فضیلت دی۔'' اس میں حضورؐ نے قریش کو بنو کنانہ قرار دیا اور پہلی حدیث میں تشریح کر دی کہ کنانہ کے کئی بیٹے تھے اُن میں سے صرف نضر کی اولاد قریش کہلاتی تھی۔

بنو نضر کا خدمت کعبہ کا عزم نو: حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو خانہ کعبہ کی حفاظت کے لئے وہاں بٹھایا تھا۔حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں یہ جوش کعبہ کی خدمت وحفاظت کا زیادہ دیر تک قائم نہیں رہا۔وہ اس وعدے کو بھول گئے اور ان کی اولاد سارے عرب میں پھیل گئی۔آخر قرب زمانہ نبویؐ میں قصی بن حکم بن نضر کے دل میں خیال آیا کہ ہم ابراہیمی وعدہ کو پورا نہیں کر رہے۔چنانچہ انہوں نے بنو نضر میں یہ تحریک شروع کی کہ آؤ ہم سب کام کاج چھوڑ کر مکہ میں جا بسیں اور کعبہ کی خدمت کریں۔اُن کی قوم نے اُن کی بات مان لی اور سب مکہ میں اکٹھے ہو گئے۔یہ لوگ باہر اچھی چراگاہوں میں رہتے تھے، تجارتیں اور زمینداره کرتے تھے مگر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مکہ میں آ بیٹھے جہاں آمدن کی کوئی صورت نہیں تھی۔ پس چونکہ یہ لوگ متفرق ہونے کے بعد مکہ میں جمع ہو گئے تھے اس لئے ان کا نام قریش رکھا گیا اور ان کو قریش اس لئے نہیں کہا جاتا کہ یہ سب قبائل پر غالب تھے بلکہ یہ لوگ تو مجاوروں کی طرح مکہ میں بیٹھے تھے۔انہیں کوئی غلبہ حاصل نہ تھا۔قریش کو عربوں میں شہرت اور عزت تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب زمانہ میں حاصل ہوئی تھی۔

تصغیر کا صیغہ اس لئے ہے کہ خدمت کعبہ کا حکم تو سارے بنو اسماعیل کو تھا مگر بنو اسماعیل کا صرف ایک ٹکڑا یعنی نضر بن کنانہ کی اولاد مکہ میں آ کر بسی اور یہ ایک چھوٹا سا گروہ تھا اس لئے یہ قریش کہلائے۔

بنو نضر کی یہ ایک بے مثال اور عظیم قربانی تھی،کوئی کہہ سکتا ہے کہ مکہ کی عزت تھی اور لوگ وہاں حج کرنے آتے تھے اس لئے ممکن ہے کہ بنو نضر عزت یا دولت کی خواہش کی وجہ سے مکہ میں جا کر بس گئے ہوں مگر خدا نے اس اعتراض کو دور کرنے کے لئے اور بنو نضر کی عزت ظاہر کرنے کے لئے اُن کو قربانی کا یہ موقعہ دیا کہ مکہ میں بسنے کی وجہ سے اُن کے گذارہ کی کوئی

صورت نہ رہی۔ حج کی طرف عربوں کی توجہ بہت کم تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فاقوں کی وجہ سے جانوں کے اتلاف تک نوبت پہنچ گئی۔ یہ لوگ مشرک اور بے دین تھے اور بھی کئی قسم کی خرابیاں تھیں مگر اس قوم میں بعض غیر معمولی خوبیاں بھی تھیں۔ فاقہ کشی ہوتی تو یہ شور نہ مچاتے تھے کہ قُصی نے ہمیں کہاں لا کر بٹھا دیا ہے بلکہ جب کسی خاندان کے پاس کھانا پینا بالکل ختم ہو جاتا تو وہ اپنا خیمہ اُٹھا کر مکہ سے باہر دو تین میل کے فاصلے پر لگا لیتا تا کہ اُس کے محلّہ والوں اور رشتہ داروں کو اس کی خراب حالت کا پتہ نہ چلے۔ کیونکہ خود بھی غریب تھے اور اُن کی مدد نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ یہ سب کے سب وہاں بھوکے مر جاتے۔ اس قسم کی قربانی کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ یہ لوگ مشرک تھے لیکن دراصل اُن میں خدا تعالیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بننے کی قابلیت پیدا کر رہا تھا۔

ھاشم بن عبد مناف کی تجویز اور اُس کا اچھا اثر: اسی طرح مکہ میں ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑدادا ہاشم بن عبد مناف کا وقت آ گیا۔ اُنہوں نے یہ حال دیکھا تو سمجھا کہ اس طرح تو قوم فنا ہو جائے گی۔ غالباً اُن کے ذہن میں یہ بھی خیال آیا ہوگا کہ اگر اس طرح ہوتا رہا تو دوسری قوموں میں اس کا اچھا اثر نہیں پڑے گا وہ کہیں گے کہ خدا کے لئے مکہ میں بیٹھے ہوئے تھے مگر بھوکے مر گئے۔ پس اس طرح لوگوں کے دلوں میں خدا کا احترام کم ہو جائے گا اور لوگ یہ سمجھیں گے کہ خُدا کی خاطر قربانی کرنے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ بہر حال انہوں نے تجویز کیا کہ ہم رہیں تو مکہ میں ہی مگر اپنی حالت بہتر بنانے کے لئے تجارت کے نقطۂ نظر سے سفر شروع کر دیں۔ زراعت کی مکہ میں کوئی صورت ہی نہ تھی۔ دوکانداری آپ نے اس لئے تجویز نہ کی کہ دوکانداری کے لئے دن رات وقت دینا پڑتا ہے اس طرح وہ خدمتِ کعبہ سے محروم ہو جائیں گے چنانچہ یہ تجویز دی کہ قوم کا مشترکہ سرمایہ لے کر سال میں دو سفر کئے جائیں۔ ایک سردی کے موسم میں یمن کی طرف اور دوسرے گرمی کے موسم میں شام کی طرف ہو۔ مکہ سے یہ لوگ مال کے علاوہ عموماً آبِ زم زم، کھجوریں اور لوہے سے تیار شدہ چیزیں لیتے اور راستے میں مختلف قبائل سے خرید و فروخت کرتے جاتے۔ یہ بھی اُن کا طریق تھا کہ جب قافلہ واپس آتا تو ہر آدمی جس کا حصہ تجارت میں ہوتا وہ اپنا آدھا حصہ غرباء کے لئے نکال دیتا تھا۔ اس طرح قلیل مدت میں مکہ کی دولت سارے عرب سے زیادہ ہوگئی اور غرباء کی حالت بھی بہت بہتر ہوگئی۔

گرمی اور سردی کے سفروں کی حکمتیں: یہ بھی الٰہی تدبیر کی ایک کڑی تھی۔ شام میں مسیحیت غالب آ چکی تھی۔ شام سے یہود بھاگ کر شمالی عرب اور یمن تک آ گئے تھے اور یہی دو قومیں تھیں جنہوں نے آئندہ اسلام سے ٹکر لینی تھی۔ پس خدا تعالیٰ نے اپنی کمال حکمت کے ماتحت یہود اور نصاریٰ کے حالات سے مکہ والوں کو باخبر رکھنے کے لئے یہ سفر تجویز کرا دیئے۔

دوسرے یہ کہ یمن وشام میں کثرت سے عیسائی رہتے تھے اور عیسائیوں سے بڑی کثرت سے ایسی خبریں مکہ والوں کو مل سکتی تھیں جن میں آنے والے موعود کی خبر دی گئی تھی۔ اسی طرح یہود سے بھی آنے والے کے ظہور کے متعلق خبریں معلوم ہوسکتی تھیں۔ اس طرح مکہ کے اَن پڑھ لوگوں کے دلوں میں پُرانے وعدے تازہ ہوتے تھے اور آنے والے مامور کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ پھرتی تھی۔

اس کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن کا وہ سفر ہے جو آپ نے حضرت ابوطالب کے ساتھ کیا جبکہ ایک پادری نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ اس بچے کی خاص نگرانی کرنا۔ اس میں موعود نبی کی علامات پائی جاتی ہیں۔

پس اس قسم کی باتیں وہ متواتر عیسائی اور یہودی علماء سے سنتے رہتے تھے اور انہی پیشگوئیوں کے سننے کا نتیجہ تھا کہ جب حضورؐ نے دعویٰ کیا تو مکہ میں سے کچھ لوگ فوراً آپ پر ایمان لے آئے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کا فوراً ایمان لانا مشہور واقعہ ہے۔ .... پس مکہ والوں کے یمن اور شام کے سفر درحقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے لئے بطور ارہاص کے تھے اور اس ذریعہ سے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے لئے تیار کئے جا رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ .... کے فوراً بعد خدا تعالیٰ نے سورۃ ایلاف کو رکھا ہے۔

پہلی دونوں آیات کی مختلف تفاسیر: لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ ۝ إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ۝

یہاں لام سے پہلے مختلف ممکن محذوفات کی وجہ سے کئی معنی ہوں گے جو سب آپس میں قریباً ملتے جلتے ہیں۔

پہلا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے قریش کے دل میں سردی گرمی کے دونوں سفروں کی محبت پیدا کرنے کے لئے ابرہہ کے لشکر کو تباہ کر دیا۔ ان معنوں کی رُو سے خدا تعالیٰ کا زیادہ زور دونوں سفروں کے قیام پر ہے یعنی یہ دونوں سفر الٰہی منصوبوں کا ایک حصہ ہیں۔

دوسرے معنی یہ ہوں گے کہ تعجب کرو کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے قریش کو سردی اور گرمی کے سفر پر تیار کر دیا۔ یعنی قریش تو محض قومی رسم و رواج کی وجہ سے وہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ بالکل ممکن تھا کہ لمبے عرصہ تک اگر اسی طرح بھوکے مرتے چلے جاتے تو تنگ آ کر وہ مکہ چھوڑ دیتے۔ پس فرمایا کہ ہم نے اُن کو مکہ میں رکھنے کے لئے یہ تدبیر سمجھا دی ورنہ ہزار ہا قومیں دُنیا میں ایسی گذری ہیں جنہوں نے معاشی ضرورت کے باعث اپنے ملک چھوڑے ہیں اور مکہ والے بھی چھوڑ سکتے تھے۔ ان سفروں کی وجہ سے صرف دو تین سو آدمی قافلہ میں جاتے تھے باقی سب عمرہ وغیرہ کے لئے آنے والوں کی خدمت کرتے تھے۔

تیسرے معنی یہ ہوں گے کہ قریش کے دلوں میں خدا تعالیٰ نے جو سردی و گرمی کے سفروں کی محبت پیدا کر دی جس کے وجہ سے ان کو بافراغت رزق ملتا ہے اور متمدن اقوام سے تعلق پیدا کرنے کا موقعہ ملتا ہے اس نصیحت کو یاد کر کے اُنہیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے اور ربّ کعبہ کی عبادت کرنی چاہیے۔

ان معنوں میں یہ اشارہ ہے کہ تمہارے ساتھ جو یہ سلوک ہو رہا ہے یہ تمہاری کسی نیکی یا خوبی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ صرف اس لئے ہے کہ تم خدا کے گھر کو آباد رکھو اور اُس کا ذکر کیا کرو۔ ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے ہونے کے باعث عربوں کے دل میں اپنی کسی خاندانی برتری کا احساس پیدا ہو سکتا تھا اس لئے اس کا ازالہ کیا گیا ہے۔ مکہ والے یہ بھی سمجھ سکتے تھے کہ اُنہیں یہ اعزاز خانہ کعبہ کی وجہ سے حاصل ہوا ہے اس لئے رب البیت یعنی اس گھر کے خُدا کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن کریم کے نزدیک خانہ کعبہ محض مٹی کا ایک مکان ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حجر اسود کو اپنی سوٹی سے ٹھکرا کر یہ کہا کہ تُو محض پتھر ہے جو نہ تو مجھے کوئی فائدہ دے سکتا ہے اور نہ ہی کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ میرا تجھے چومنا صرف خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہے۔ یہ دراصل حضرت عمرؓ کا عظیم جذبۂ توحید تھا۔ یہی وہ جذبہ تھا جس نے اُنہیں دنیا میں سربلند کیا۔

الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝

یعنی اُس خُدا کی عبادت کریں جس نے اُنہیں بھوک میں کھانا کھلایا اور اُن کے خوف کو امن سے بدل دیا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں احسانات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ تم اُس خُدا کی عبادت کرو جس نے تمہیں بھوک کی حالت میں کھانا کھلایا جو تمہارے قافلوں کو شام اور یمن کی طرف لے گیا یعنی اگر ابرہہ کے لشکر کا کلّی استیصال نہ کیا جاتا تو یمن اور شام کے سفر ناممکن ہو جاتے لیکن خدا تعالیٰ نے ان سفروں کو ممکن بنا کر تمہارے لئے روٹی کا سامان کیا۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے من الجوع نہیں فرمایا جس کے معنی محض بھوک کے ہوتے بلکہ **مِّنْ جُوْعٍ** فرمایا جس کے معنی خطرناک بھوک کے ہیں۔ تنوین عظمت کے لئے آتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اہل مکہ وادی غیر ذی زرع میں پڑے ہوئے تھے۔ طائف میں بے شک باغات وغیرہ تھے اور کسی قدر زراعت بھی ہوتی تھی لیکن یہ بہت ناکافی تھی۔ مکہ میں زیادہ تر غلہ یمن سے یا کبھی کبھی حبشہ سے آجاتا تھا۔ پس **اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ** میں یہ اشارہ ہے کہ اہل مکہ کا جائے وقوع ایسا تھا کہ معمولی روٹی بھی کھانے کے لئے اُنہیں میسر نہیں آسکتی تھی مگر خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ اُنہیں بافراغت کھانا میسر آگیا۔

اسی طرح من الخوف کی بجائے من خوف فرمایا ہے۔ مراد یہ ہے کہ ایسا شدید خوف ہم نے دور کیا ہے جس نے تمہاری بنیادوں کو ہلا دیا تھا۔ اس خوف کی تفصیل سورۃ الفیل کی تفسیر میں بیان ہو چکی ہے۔

قارئین توجہ فرمائیں:

ماہنامہ انصاراللہ ستمبر 2006ء میں امتحان سہ ماہی دوم 2006ء کے نتیجہ میں سہواً امتنان الٰہی ملک کا نام احسان الٰہی ملک شائع ہو گیا تھا۔ احباب نوٹ فرمالیں۔ (مرسلہ: قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان)

درود شریف کی برکات

نوٹ: یہ مضمون حضرت مولانا ظہور حسین صاحب بخارا کا نتیجہ فکر ہے جسے ان کے بیٹے مکرم الحاج ظفر کریم ملک صاحب نے بعض مزید حوالے شامل کر کے ماہنامہ انصار اللہ کو بھجوایا ہے۔

لغت کی رو سے صلوٰۃ کے معنی حمد وثنا، بہترین تعریف، اعلیٰ مرتبہ کی دُعا۔ رحمت اور خیر و برکت طلب کرنا ہیں۔

چونکہ صلوٰۃ کے معنے دعا کے علاوہ حمد وثناء اور اظہار عظمت وعقیدت کے بھی ہیں اس لئے قرآن مجید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں دعائیں کرنے کا ہی حکم نہیں ہے بلکہ آپ کے محامد اور آپ کی تعریف اور آپ کے فضائل حمیدہ بیان کرنے اور آپ کی عظمت وارفع واعلیٰ شان کے اظہار کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

اور پھر دیکھنے والی بات تو یہ ہے کہ جب عرش کا خدا اور اس کے فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کر رہے ہیں آپ پر درود وسلام بھیج رہے ہیں تو انسانوں اور بالخصوص امت محمدیہ کے افراد کے لئے بدرجہ اولیٰ ضروری ہے کہ آپ پر ہمیشہ درود وسلام بھیجتے رہا کریں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر درود بھیجا کرو۔ کیونکہ مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لئے ایک کفارہ ہے۔ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار رحمت بھیجے گا۔

(جلاء الافہام بحوالہ کتاب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابن ابی عاصم)

اس حدیث کی تشریح میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”انسان خطاؤں کا پتلا ہے، غلطیاں کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو پتہ نہیں کیا سلوک ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلوں کو اپنے بندوں پر نازل کرنے کا بھی طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمیں بتا دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو۔ آپ کے حسن واحسان کو یاد کرتے ہوئے آپ پر درود بھیجو اور بھیجتے چلے جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی دس گنا زیادہ رحمتوں کے وارث بنتے چلے جاؤ گے۔“ (روزنامہ الفضل 6 رجنوری 2004ء)

اور درحقیقت یہی وہ طریق ہے جس کے ذریعہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان عظیم اور ان گنت احسانات کا شکریہ ادا کر سکتے ہیں جو آپ نے روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں بلکہ کل مخلوقات پر فرمائے ہیں حتیٰ کہ آپ کے احسانات کائنات کے ذرہ ذرہ پر محیط ہیں جو ایک الگ مضمون ہے۔

اس ضمن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’اس آیت سے ظاہر ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے یعنی آپ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپ کی روح میں وہ صدق وصفا تھا اور آپ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔‘‘ (الحکم جلد 7 صفحہ 6 رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا اسوہ بے نظیر ہے بلکہ آپ تو فرماتے ہیں۔

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک درود و سلام پہنچنا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر پھرتے رہتے ہیں اور وہ مجھے میری اُمت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔ (سنن نسائی)

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

فرشتے گھومتے پھرتے ہیں کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فرشتہ یا کچھ فرشتے زمین کی ایک جگہ سے دوڑے جاتے ہیں کسی اور جگہ چلے جاتے ہیں، وہاں سے دوڑتے پھرتے ہیں ادھر آجاتے ہیں یہ مفہوم محض ایک نقشہ ہے تاکہ انسان کو بات کی سمجھ آسکے۔

مراد صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ساری زمین پر پھیلے پڑے ہیں اور کوئی انسان یہ گمان نہ کرے کہ میں نے رات کے پردے میں چھپ کر یا زمین کے کسی دور دراز کونے یا جنگل میں اللہ کے رسولؐ پر سلام اور درود بھیجا تھا اور اسے کسی نے نہیں سنا۔ یقین دہانی ہے کہ تمہارے درود اور سلام لازماً محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ رہے ہیں اور یہ بات ہر درود بھیجنے والے کے لئے کتنی تسکین کا موجب ہے۔ اگر آپ سلام بھیجیں کسی کو اور وہ سُن لے تو کتنی خوشی ہوگی اور اگر نہ سنے تو دل میں کھٹکا سا رہے گا کہ ہم نے تو سلام بھیجا مگر کسی نے نہیں سنا۔ پس یہ حدیث ہر مومن کے لئے جو محمد رسول اللہ پر سلام بھیجتا ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت برسانے والی حدیث ہے۔

اس سے زیادہ جزا اس کے سلام کی ہو نہیں سکتی کہ جس کو سلام بھیجا گیا تھا اس نے سُن لیا اور یہ سُن لیا کوئی فرضی دعویٰ نہیں ہے یہ سچا دعویٰ تبھی بنتا ہے کہ واقعۃً یہ سلام پہنچائے جائیں۔ پس خدا تعالیٰ نے ایک ایسا نظام جاری فرمایا ہے کہ تمام دُنیا میں کونے کونے سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والوں کے سلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائے جاتے ہیں۔
(روزنامہ الفضل یکم جون 1999ء صفحہ 3)

محسن نبی پر درود

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”(اے لوگو!) اس محسن نبی پر درود بھیجو جو خداوند رحمٰن و منان کی صفات کا مظہر ہے کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے......اور جس دل میں آپ کے احسانات کا احساس نہیں۔ اس میں یا تو ایمان ہے ہی نہیں یا پھر وہ ایمان کو تباہ کرنے کے درپے ہے۔......اے اللہ اس اُمی رسول اور نبی پر درود بھیج جس نے آخرین کو بھی پانی سے سیر کیا تھا جس طرح اس نے اولین کو سیر کیا......اور انہیں اپنے رنگ میں رنگین کیا......اور انہیں پاک لوگوں میں داخل کیا تھا۔“

(ترجمہ از عربی عبارت اعجاز المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 5)

اس عبارت کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

سیر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے جیسا بنایا۔ یہ ہو کیسے سکتا ہے کہ وصل الٰہی کے شربت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی پیاس بجھائی ہو اس کو سر سے پاؤں تک وصل الٰہی کے شربت میں نہلا دیا ہو اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ نہ پکڑے۔ اس لئے منطقی نتیجہ ہے جو مسیح موعود علیہ السلام نکال رہے ہیں۔ ”انہیں اپنے رنگ میں رنگین کیا اور انہیں پاک لوگوں میں داخل کر دیا۔“ (روزنامہ الفضل یکم جون 1999ء صفحہ 5)

شرائط بیعت میں درود شریف

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعودؑ کو درود سے ایسی محبت تھی کہ آپ نے شرائط بیعت میں درود شریف کو داخل فرمایا اور جو شرط سوم ہے اس کے الفاظ یہ ہیں ”بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول ادا کرتا رہوں گا“ یعنی بندہ بیعت کرنے والا ”اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا“ یعنی ہمیشگی اختیار کرے گا ”اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنا لے گا۔“

(اشتہار 12 رجنوری 1889ء)

یعنی روز کا یہ دن رات کا پیشہ ہی ہو جائے گا اس کا، اس پر وہ دوام اختیار کرے گا کہ ہمیشہ یہ کرتا رہے۔

(روزنامہ الفضل یکم جون 1999ء صفحہ 5)

درود شریف کیا ہے؟

حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی صاحب فرماتے ہیں:

''ایک بار میں نے حضرت مسیح موعودؑ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ درود شریف کے طفیل اور کثرت سے یہ درجے خدا نے مجھے عطا کئے ہیں اور فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ میں جذب ہوجاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر ان کی لاانتہا نالیاں ہوتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔ یقیناً کوئی فیض بدون وساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا اور فرمایا درود شریف کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھتا کہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔''

(الحکم 28 رفروری 1903ء صفحہ 7)

درود کیسے بھیجیں

حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ آپؐ پر سلام کس طرح بھیجا جائے۔ مگر درود کیسے بھیجیں تو اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ پر اس طرح درود بھیجا کرو ''اے ہمارے اللہ! تو محمدؐ اور محمدؐ کی آل پر درود بھیج جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ کی آل پر درود بھیجا۔

اے ہمارے اللہ! محمدؐ اور محمدؐ کی آل کو برکت عطا فرما جیسا کہ تو نے ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ کی آل کو برکت عطا کی۔ تو حمد والا اور بزرگی والا ہے۔'' (مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبیؐ)

درود شریف پڑھنے کا صحیح طریق

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''درود شریف اس طور پر نہ پڑھیں جیسا کہ عام لوگ طوطے کی طرح پڑھتے ہیں۔ نہ ان کو جناب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ خلوص ہوتا ہے اور نہ وہ حضور تام سے اپنے رسول مقبول کے لئے برکات الٰہی مانگتے ہیں۔ بلکہ درود شریف سے پہلے اپنا یہ مذہب قائم کر لینا چاہیئے کہ رابطۂ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ ہرگز اپنا دل یہ تجویز نہ کر سکے کہ ابتدائے زمانہ سے انتہائے تک کوئی ایسا فرد بشر گزرا ہے جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا۔ یا کوئی ایسا فرد آنے والا ہے جو اس سے ترقی کرے گا۔

اور قیام اس مذہب کا اس طرح پر ہوسکتا ہے کہ جو کچھ محبان صادق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مصائب اور شدائد اٹھاتے رہے ہیں یا آئندہ اٹھا سکیں یا جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کر سکتی ہے وہ سب کچھ اٹھانے کے لئے دلی صدق سے حاضر ہو اور کوئی ایسی مصیبت عقل یا قوت واہمہ پیش نہ کر سکے کہ جس کے اٹھانے سے دل رک جائے اور

کوئی ایسا حکم عقل پیش نہ کر سکے کہ جس کی اطاعت سے دل میں کچھ روک یا انقباض پیدا ہو اور کوئی ایسا مخلوق دل میں جگہ نہ رکھتا ہو جو اس جنس کی محبت میں حصہ دار ہو۔

اور جب یہ مذہب قائم ہو گیا۔ تو درود شریف.........اس غرض سے پڑھنا چاہیے کہ تا خداوند کریم اپنی کامل برکات اپنے نبی کریم پر نازل کرے اور اس کو تمام عالم کے لئے سرچشمہ برکتوں کا بنا دے اور اس کی بزرگی اور اس کی شان و شوکت اس عالم میں ظاہر کرے یہ دعا حضور تام سے ہونی چاہیے۔ جیسے کوئی اپنی مصیبت کے وقت حضور تام سے دعا کرتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ تضرع اور التجا کی جائے اور کچھ اپنا حصہ نہیں رکھنا چاہیے کہ اس سے مجھ کو زیادہ ثواب ہوگا۔ یا یہ درجہ ملے گا بلکہ خالص یہی مقصود چاہیے کہ برکات کاملہ الٰہیہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں اور اس کا جلال دنیا اور آخرت میں چمکے اور اسی مطلب پر انعقاد ہمت چاہیے اور دن رات دوام توجہ چاہیے۔ یہاں تک کہ کوئی مراد اپنے دل میں اس سے زیادہ نہ ہو۔

پس جب اس طور پر یہ درود شریف پڑھا گیا تو وہ رسم اور عادت سے باہر ہے اور بلاشبہ اس کے عجیب انوار صادر ہوں گے۔

اور حضور تام کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اکثر اوقات گریہ و بکا ساتھ شامل ہو اور یہاں تک یہ توجہ رگ اور ریشہ میں تاثیر کرے کہ خواب اور بیداری یکساں ہو جاوے۔“ (مکتوبات احمدیہ جلد اوّل صفحہ 13)

درود کتنی دفعہ پڑھنا چاہیئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ درود کتنی دفعہ پڑھنا چاہیئے اور کس پابندی کے ساتھ کس وقت پڑھنا چاہیئے۔ اس تعلق میں حضرت مسیح موعودؑ کی بعض سادی نصیحتیں ہیں جو عام فہم ہیں اس پہ کسی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ مکتوبات حصہ اول صفحہ 18 پہ درج ہے ”کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں۔“ اور حالات مختلف ہوتے ہیں۔ انسان بعض دفعہ ہم و غم میں پھنسا ہوا، اپنے دنیا کے کاروبار میں بعض دفعہ اتنا مصروف ہو جاتا ہے یا اپنے صدموں میں ایسا الجھایا جاتا کہ ہے کہ اسے ہوش نہیں رہتی کہ میں کتنی دفعہ درود پڑھوں۔ تو حالتیں مختلف ہیں اس لئے کوئی ایک پابندی نہیں ہے جس کو سارے اختیار کر سکیں۔ فرمایا ”کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں۔ اخلاص اور محبت اور حضور تضرع سے پڑھنا چاہیئے“ جب بھی یاد آئے کہ درود ہونا چاہیئے اور غم کے وقت اس کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے پڑھو تو تضرع کے ساتھ دل کو حاضر کرکے ”اور اس وقت تک پڑھتے رہیں جب تک ایک حالت رقت اور بے خودی اور تاثر کی پیدا ہو جائے جب درود شروع ہو تو ضروری نہیں کہ دل میں فوری طور پر رقت پیدا ہو جائے لیکن فرمایا جب درود ایک دفعہ شروع کرو تو پھر پڑھتے رہو، پڑھتے رہو یہاں تک کہ دل میں درود کا مضمون کھل جائے اور اس کے نتیجے میں پھر ایک رقت اور درد کی کیفیت پیدا ہو جائے وہ درود ہے جو سچا درود ہوگا۔“ ”اور سینہ میں انشراح اور ذوق پایا جائے“ وہی درود انسان کی جز ابن جاتا ہے سینہ کھل جاتا ہے۔ ہر غم سے رہائی ملتی ہے، فکر سے نجات ملتی ہے اور ایک لطف آنا شروع ہو جاتا ہے درود میں۔“ (روزنامہ الفضل یکم جون 1999ء صفحہ 5)

عظیم احسان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات میں سے ایک عظیم احسان یہ ہے کہ آپ کے ذریعہ ہم نے زندہ خدا پایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ ہم نے وہ زندہ خدا پایا۔" (نسیم دعوت۔روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 263)

شکر گزاری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محسن اعظم ہیں آپ کے احسانات کا تقاضا یہ ہے کہ آپ پر شکر گزاری کے طور پر بکثرت درود بھیجا جائے۔آپ کے بے شمار احسانات میں سے ایک عظم احسان جیسا کہ لکھا جا چکا ہے یہ ہے کہ حقیقی توحید کو آپ نے دنیا میں قائم کیا۔رب العالمین کی صفات حسنہ اور حسن واحسان سے آگاہ کیا۔صرف یہی نہیں بلکہ خدائے ذوالعرش کا قرب پانے کی راہیں بتائیں اور ایک ایسی کامل شریعت لائے جو تمام ہدایتوں کا سرچشمہ ہے۔منجملہ ان احسانات کے ایک اور بہت بڑا احسان یہ ہے کہ آپ نے اپنی امت کی خیر و برکت کے لئے بکثرت عاجزانہ دعائیں کیں۔نیز اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول، گناہوں کی بخشش، کامیابیوں سے ہمکنار ہونے اور مشکلات و مصائب سے بچنے کے لئے ایسی پُرسوز دعائیں سکھائیں جن کا فیض تا قیامت جاری رہے گا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

"حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے دن رات جو اپنے لئے اور امت کے لئے قیامت تک کے لئے دعائیں مانگی ہیں وہ............اتنی دعائیں ہیں کہ ناممکن ہے کہ ایک انسان ان کو پوری طرح یاد رکھ سکے اور زندگی کے ہر پہلو کو گھیرے ہوئے ہیں۔سونا، جاگنا، اٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھرنا کوئی بھی تو پہلو ایسا نہیں جس پہ حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں نہ مانگی ہوں اور دعائیں سکھائی نہ ہوں۔پس دل میں بس یہی آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قیامت تک درود بھیجتے رہیں......اور جتنی آپؐ نے امت کے ہم وغم میں دعائیں مانگی ہیں اسی ہم وغم کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا چاہیئے اور اسی کثرت سے بھیجنا چاہیئے۔اگر ساری زندگی بھی درود میں گزر جائے تو یہ بھی کوئی ایسی جزا نہیں ہوگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن واحسان کے بدلہ میں دی گئی ہو بلکہ حسن واحسان کا بدلہ اتارنے کے لئے کوشش ہوگی، ایک کمزور کوشش جسے اللہ قبول فرمائے اور ہماری بگڑیاں بھی سنور جائیں۔"

(روزنامہ الفضل 16 اگست 2000ء صفحہ 2)

درود کی فضیلت

حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اس سے بھی کہیں بڑھ کر گناہوں کو نابود کرتا ہے۔ جتنا کہ ٹھنڈا پانی پیاس کو اور آپ پر سلام بھیجنا گردنوں کو آزاد کرنے سے بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور آپ کی محبت اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے یا جہاد کرنے سے بھی افضل ہے۔'' (تفسیر درمنثور جلد 6 صفحہ 564)

جمعہ اور درود

حضرت اوس بن اوسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''تمہارے بہترین دنوں میں سے ایک جمعہ کا دن ہے اس دن آدم کو پیدا کیا گیا اور جمعہ ہی کے دن وہ فوت ہوئے۔ اسی دن نفخ صور ہوگا اور اسی روز غشی ہوگی۔ اُس روز تم مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیونکہ تمہارا درود مجھے پہنچایا جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا جب آپ کا وجود مٹی ہو چکا ہوگا تو آپ تک درود کیسے پہنچے گا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔'' (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ ابواب الجمعہ)

درود پڑھنے والے پر فرشتوں کا درود

حضرت عامر بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے جب تک وہ مجھ پر درود بھیجتا رہتا ہے اس وقت تک فرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اب چاہے تو اس میں کمی کرے چاہے تو اسے زیادہ کرے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ علی النبیؐ)

درود شریف اور شفاعت

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جب تم موذن کو سنو تو اسکے الفاظ دوہراؤ۔ پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجتا ہے۔ پھر میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگو۔ کیونکہ یہ جنت میں ایسا مقام ہے جو جنت میں صرف ایک بندے کا حق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں گا۔ جو شخص میرے لئے وسیلہ مانگتا ہے میری شفاعت اس کے لئے حلال ہو جاتی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استجاب القول مثل قول المؤذن)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا ذریعہ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز اس دن کے خطرات سے اور ہولناک مواقع سے تم میں سے سب سے زیادہ محفوظ اور نجات یافتہ وہ شخص ہوگا جو دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔ فرمایا کہ (میرے لئے تو) اللہ تعالیٰ کا اور اس کے فرشتوں کا درود ہی کافی تھا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ثواب پانے کا

ایک موقع بخشتا ہے۔ (تفسیر در منثور بحوالہ ترغیب اصفہانی و مسند دیلمی)

اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''اس حدیث سے مزید بات کھل گئی کہ اللہ تعالیٰ موقعے تلاش کر رہا ہے مومنوں کو اپنی رحمت اور فضلوں کی چادر میں لپیٹنے کا کہ تم میرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو، میں تمہاری نجات کے سامان پیدا کرتا چلا جاؤں گا۔ تو یہ بھی ایک احسان ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ آپ نے اخروی نجات کے حصول کا طریق بھی ہمیں سکھا دیا۔''

(روزنامہ الفضل 6 جنوری 2004ء صفحہ 4)

درود شریف کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان پر لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھیں صلی اللہ علیہ وسلم۔''

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 598 حاشیہ در حاشیہ)

درود سے دعاؤں کی قبولیت

حضرت عمرؓ بن خطاب فرماتے ہیں کہ ''دعا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہر جاتی ہے اور جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے اس میں سے کوئی حصہ بھی (خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے لئے) اوپر نہیں جاتا۔''

(جامع ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب فضل الصلوٰۃ علی النبیؐ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اس حدیث نے مزید واضح کیا کہ اگر تم دعاؤں کی قبولیت چاہتے ہو تو ایک دلی جوش اور محبت کے ساتھ جس سے بڑھ کر محبت کسی مومن کو کسی دوسرے شخص سے نہیں ہو سکتی اور نہیں ہونی چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے ذریعہ سے اپنے مولا کے حضور پیش کرو تو تمہاری ساری دعائیں قابل قبول ہوں گی اور راستے میں بکھر نہیں جائیں گی۔''

(روزنامہ الفضل 6 جنوری 2004ء صفحہ 4)

حضرت فضالہؓ روایت کرتے ہیں کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں دعا کرتے ہوئے سنا۔ نہ اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ اس نے جلد بازی سے کام لیا ہے اور صحیح طریق سے دعا نہیں کی۔ آپؐ نے اس شخص کو بلایا اور فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں دعا کرنے لگے تو پہلے اپنے رب کی حمد و ثناء کرے، پھر نبی کریمؐ پر درود بھیجے اس کے بعد حسب منشاء دعا کرے۔''

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الدعا)

درود ھی تربیت کا ذریعہ ھے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ 267 پر الہام ہے اس کا ترجمہ یہ درج ہے۔

''نیک کاموں کی طرف راہنمائی کر اور بُرے کاموں سے روک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج'' رسول اللہؐ اور آپ کی آل پر درود آغاز سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً سکھایا گیا تھا ''درود ہی تربیت کا ذریعہ ہے۔''

اب دیکھیں یہ بھی ایک گہرا نقطہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سمجھا دیا گیا کہ تمہیں جب دنیا کا مربی بنایا جا رہا ہے۔ اور حکم دیا جا رہا ہے کہ نیک کاموں کی تلقین کر اور بُرے کاموں سے روک تو اس کا گر بھی تمہیں سکھا دیتے ہیں گر یہ ہے کہ درود کی طرف لوگوں کی توجہ مائل کر اور اگر درود پڑھنا آ جائے جماعت کو یعنی تیری جماعت کو جو تو بنائے گا۔ وہ بہترین تربیت کا ذریعہ ہوگا۔ پس اس پہلو سے آج ہمیں درود پر اتنا زور دینا چاہیے کہ جس کثرت سے جماعت دنیا میں پھیل رہی ہے۔ اسی کثرت سے درود پھیلے۔ اور درود کی برکت سے پھر جماعت کو برکت ملے گی اور اس برکت میں سب سے بڑی ان کی تربیت کی برکت ہے۔ تو درود سے فیض پاتے ہوئے ان کی نمازیں سنور جائیں گی ان کی عبادتیں نکھر جائیں گی اور ان کو اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ خدا سے ذاتی تعلق نصیب ہو جائے گا اور اس کے لئے یہ درود وسیلہ بنے گا۔ پس ان باتوں پر خوب غور کریں اور جہاں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے (دعوت الی اللہ) پھیل رہی ہے وہاں درود کو پھیلانے پر بہت زور دینے کی ضرورت ہے۔''

(الفضل یکم جون 1999ء صفحہ 6)

عالمی مصیبتوں سے بچاؤ کا ذریعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

''یہ وہ زمانہ ہے جس میں ہماری تمام برکتیں درود سے وابستہ ہو چکی ہیں یہ وہ زمانہ ہے جس میں بکثرت سے درود بھیجنے کے نتیجہ میں ہم ان عالمی مصیبتوں سے بچائے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے درود ہی کی برکت سے دنیا میں (دین حق) پھیلے گا۔ ظاہر بات ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والوں کی کثرت ہوگی کیونکہ آسمان سے خدا اور اس کے فرشتے بھی درود بھیج رہے ہوں گے۔ جس کے اندر ایک عددی برکت بھی شامل ہوتی ہے۔ پس کثرت سے درود بھیجو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کثرت سے تم پر اور خدا کے فرشتے بھی تم پر درود بھیجیں گے اور اس کے نتیجہ میں عددی برکت بھی نصیب ہوگی۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ 6 جنوری 2004ء صفحہ 7)

دعاؤں کو درود میں ڈھال دیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''پس جہاں ایسے وقت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی مچا ہوا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپ پر درود بھیجتے ہوں گے، بھیج رہے ہوں گے، بھیج رہے ہیں۔ ہمارا بھی کام ہے جنہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق اور امام الزمان کے سلسلے اور اس کی جماعت سے منسلک کیا ہوا ہے کہ اپنی دعاؤں کو درود میں ڈھال دیں اور فضا میں اتنا درود وصدق دل کے ساتھ بکھیریں کہ فضا کا ہر ذرہ درود سے مہک اُٹھے اور ہماری تمام دعائیں اس درود کے وسیلے سے خدا تعالیٰ کے دربار میں پہنچ کر قبولیت کا درجہ پانے والی ہوں۔''

(الفضل 12 اپریل 2006ء صفحہ 6)

جوبلی کی دعاؤں میں درود شریف

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''درود شریف ہمیں پڑھنا چاہیے اس لئے میں نے جوبلی کی دعاؤں میں بھی ایک تو وہ حضرت مسیح موعودؑ کی الہامی دعا ہے سبحان اللہ و بحمدہ.....اللھم صلی علی محمد..........اس کے علاوہ میں نے کہا تھا کہ درود شریف بھی پورا پڑھا جائے تو اس لئے کہا تھا کہ اصل درود شریف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا اس کو ہمیں اپنی دعاؤں میں ضرور شامل رکھنا چاہیے۔لیکن وہی بات جس طرح حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اتنا ڈوب کر پڑھیں کہ ایک خاص کیفیت پیدا ہو جائے اور جب اس طرح ہوگا تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن رہے ہوں گے۔''

(روزنامہ الفضل 12 اپریل 2006ء صفحہ 5)

استغفار کرنے کا نہایت اچھا موقع۔ وقف عارضی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:

''استغفار تو ہر وقت ہی کرنی چاہئے۔ ہر آن ہمیں اس طرف متوجہ رہنا چاہئے لیکن بعض اوقات انسان کا ذہن زیادہ صاف ہوتا ہے بعض دوسرے اوقات کی نسبت۔ تو ہم میں سے جو دوست وقف عارضی پر گئے ہیں انہوں نے یہ مشاہدہ کیا ہے اور ان کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ چونکہ ہمارے بھائی اخلاص کے ساتھ وقف عارضی کے لئے باہر جاتے ہیں اس وقت وہ دنیوی علائق سے آزاد ہوتے ہیں گھر کا کوئی فکر نہیں ہوتا پوری توجہ کے ساتھ اور پورے انہماک کے ساتھ وہ استغفار کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کو بڑی کثرت کے ساتھ اپنے پر نازل ہوتا دیکھتے ہیں تو یہ بھی ایک بہت اچھا موقع ہے استغفار توجہ کے ساتھ کرنے کا تو اس ضمن میں اشارۃً جماعت کو اس طرف بھی متوجہ کر دیتا ہوں کہ وقف عارضی کے لئے بڑی کثرت کے ساتھ اپنے نام پیش کریں اور بار بار پیش کریں کہ میں تو سمجھتا ہوں کہ جو شخص ایسا کر سکتا ہو اور اس کے رستہ میں کوئی خاص دشواری نہ ہو کہ جس کو دور کرنا اس کے لئے ممکن ہی نہ ہو تو اسے سال میں ایک سے زائد دفعہ بھی اپنے آپ کو وقف عارضی کے لئے پیش کرنا چاہئے لیکن ہر سال ایک دفعہ تو ضرور اس وقف میں حصہ لینا چاہئے۔

(خطبات ناصر جلد اول ص 965)

(مرسلہ: قائد تعلیم القرآن و وقف عارضی مجلس انصار اللہ پاکستان)

سیرت رفقائے احمد

حضرت حکیم اللہ بخش صاحب (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

سکنہ بٹّے ہالی متصل گورداسپور

تحریر: مکرم عبدالباسط شاہد صاحب

حضرت حکیم اللہ بخش صاحب کی وفات قادیان میں 1943ء میں بعمر 85 سال ہوئی۔ رجسٹر روایات ''رفقاء'' نمبر 4 میں آپ کی بیان فرمودہ روایات پر تاریخ 20/دسمبر 1938ء درج ہے۔ مذکورہ روایات میں آپ نے اپنی عمر اسّی (80) سال بتائی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ اندازاً 1858ء میں پیدا ہوئے۔

آپ کا شمار بٹّے ہالی ضلع گورداسپور کے ابتدائی احمدیوں میں ہوتا ہے۔ آپ کا خاندان علم وفضل اور دینداری کی وجہ سے دورونزدیک مشہور تھا۔ آپ اپنے والد صاحب کی دینی ودنیاوی لیاقت کے تذکرے میں ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ جب انگریز ہمارے علاقے میں آئے تو ایک سرکاری افسر نے پوچھا کہ یہاں لائق کون ہے لوگوں نے والد صاحب کا نام لیا۔ اُس افسر نے اُن کو بلوا کر کچھ مقولے اور امثال وغیرہ سُنیں اور پھر اتنی راہ ورسم پیدا ہوگئی کہ حکم ہوا روزانہ آیا کریں اور ملا کریں۔ خاندانی وجاہت، تنازعات کو سلجھانے کی قابلیت، بیاہ شادی کے معاملات میں صائب الرائے ہونے کی وجہ سے ان کو غیرمعمولی شہرت حاصل تھی۔

حضرت حکیم صاحب نے فارسی اور عربی زبانیں سیکھیں۔ علم طب میں مہارت حاصل کی۔ پنجابی کے مقبول شاعر بھی تھے ان اوصاف کے باعث آپ کو احتراماً ''خلیفہ صاحب'' کہا جانے لگا۔ بعد میں آپ اپنے نام سے زیادہ اسی عرف سے جانے جاتے تھے۔ آپ دو بھائی تھے بھائی کا نام حسین بخش تھا۔ وہ قبولِ احمدیت سے محروم رہے تاہم مخالفت نہ کرتے تھے۔

حضرت حکیم صاحب نے محکمہ انہار میں ملازمت کی۔ جس کا ایک دلچسپ واقعہ سناتے تھے کہ ایک دفعہ ایک انگریز افسر آیا اُس نے ملازمین سے مشینوں کے لئے دیئے گئے تیل کا حساب مانگا ہندو ملازم نے جواب دیا 'میں دھرم سے سارا تیل مشینوں میں لگا دیتا ہوں۔ پھر مسلمان سے پوچھا تو جواب دیا ایمان سے سارا تیل لگا دیتا ہوں۔ پھر حکیم صاحب سے پوچھا تو آپ نے جواب دیا سارا تیل لگاتا ہوں ہاتھ سے لگاتا ہوں اس جواب سے افسر بہت محظوظ ہوا۔ یہ ابتدائی ملازمتیں تھیں بعد میں آپ بطور مدرّس (ٹیچر) کام کرتے رہے اور اپنے علمِ حکمت وطبّ سے بھی لوگوں کو فیض پہنچاتے رہے۔ علم کی پیاس نے آپ کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے آپ کے دعویٰ سے بھی قبل متعارف کروادیا تھا۔

بیعت کی سعادت حاصل ہوئی تو مخالفت کا شدید طوفان اُٹھا وہی گاؤں جہاں آپ کو خلیفہ صاحب پکارا جاتا تھا اور لوگ ہر قسم کے دینی و دنیاوی معاملات میں آپ سے رُجوع کرتے تھے دشمنِ جان ہو گیا۔ شدید سوشل بائیکاٹ کا سامنا کرنا پڑا۔ سختیاں برداشت کیں مگر گاؤں والوں کا بھلا ہی چاہتے رہے گالیاں سُن کر دعائیں اور دُکھ پا کے آرام دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے مدد کی اور اشد مخالف مولوی صاحب کے دو بیٹے محترم منشی سبحان علی صاحب اور محترم منشی رمضان علی صاحب احمدی ہو گئے۔ اسی طرح گاؤں میں احمدیت کا پودا بڑھنا شروع ہوا۔ آپ کو اپنے گاؤں والوں کی حالت دیکھ کر بے حد صدمہ ہوتا اور کوشش کرتے کہ کسی طرح حق قبول کرنے کے لئے اُن کے دل کھلیں ایسے انداز اختیار کرتے جو گاؤں والوں کی سمجھ میں آ جائیں۔ اسی طرح آپ کا پنجابی کلام احمدیوں میں بھی بے حد مقبول ہوا۔ جلسہ ہائے سالانہ قادیان کے موقع پر قیام گاہوں، بازاروں اور بارونق محفلوں میں کلام سناتے۔ صداقت مسیح موعودؑ کے دلائل سیدھے سادھے انداز میں دلوں میں اُتر جاتے۔

ہجرت: قادیان اور قادیان والوں کی محبت میں اپنے گاؤں کو خیر باد کہا اور ہجرت کر کے اپنے محبوب کے دَر پر حقیقتاً دھونی رما دی۔ آپ کو لنگر خانہ میں حضرت اماں جان (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) کی ڈیوڑھی کی دربانی نصیب ہوئی۔ باقی زندگی اسی دربانی میں اور دعوت الی اللہ کے سلسلے میں دوروں میں گزری۔

قادیان کے محلہ دارالبرکات میں اپنا ایک مکان بنانے کی بھی توفیق ملی جس کا ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں مکان کی بنیاد رکھنے کی درخواست کی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ "میں بوجہ خرابی صحت وہاں تک تو شاید نہ جاسکوں آپ ایک اینٹ لے آئیں میں اس پر دعا کر دوں گا اور آپ وہ اینٹ ہی بنیاد میں لگا دیں" ...... حسن اتفاق سے جس دن مکان کی بنیاد رکھنے کا پروگرام بنا حضرت صاحب کسی اور تقریب میں شمولیت کے لئے پاس ہی کسی اور جگہ تشریف لائے ہوئے تھے موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ نے وہاں حاضر ہو کر تشریف لانے اور اپنے دست مبارک سے بنیاد رکھنے کی درخواست کی۔ حضرت صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ "میں وہاں اس شرط پر آؤں گا کہ آپ مجھے وہ کہانی سنائیں جو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سنائی تھی۔" حضرت صاحب مکان کی بنیاد رکھنے کے لئے تشریف لائے وہاں عمارتی سامان اور اینٹیں وغیرہ بکھری پڑی تھیں۔ حضرت صاحب ان اینٹوں پر بیٹھ گئے اور آپ نے حضرت صاحب کی فرمائش کے مطابق کہانی سنائی۔ (الفضل 11 مارچ 1998ء صفحہ 4)

آخری عمر کا زیادہ حصہ اپنی چھوٹی بیٹی آمنہ اور داماد میاں عبدالرحیم صاحب دیانت (درویش قادیان) کے پاس ہی گزارا۔ وہیں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

آپ کے حالات جاننے کا اہم ترین ذریعہ رجسٹر روایات میں مذکورہ روایات ہیں۔ دوسرے آپ کا پنجابی کلام ہے۔ (موتی باز نام کی کتاب میں آپ نے اپنی سوانح نظم کی ہے۔) تیسرے آپ کے داماد کا لکھا ہوا مضمون ہے جو بہت دلچسپ واقعات پر مشتمل ہے۔ اس طرح آپ کی سیرت کے کافی پہلو سامنے آجاتے ہیں۔

روایات بیان فرمودہ حضرت حکیم اللہ بخش صاحب

از رجسٹر روایات رفقاء نمبر 4 صفحات 60 تا 67

حکیم صاحب نے مجھ سے بیان فرمایا کہ:

ایک شخص خواجہ عبداللہ ساکن سوہل ضلع گورداسپور نے مجھے کہا کہ آپ کو مولویوں سے ملنے کا بہت شوق ہے مگر اس وقت مولوی صاحبان کا حال چال اور ہی ہے۔ ان لوگوں کو درحقیقت دین کا کچھ شوق نہیں اپنے دنیاوی معاملات کے متعلق خودغرض اور پیسے حاصل کرنے کا شوق ہے۔ اس لئے اگر آپ حق پرست مولوی کو دیکھنا چاہتے ہیں تو قادیان میں مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کا نوجوان لڑکا ہے۔ اس کو دیکھیں۔ نماز میں گداز اور دین کے ہر ایک کام میں مستعد اور تمام مذاہب کی کتابیں آپ کے پاس موجود۔ کبھی توریت و انجیل کبھی کسی اور ہی غیر مذہب کی کتابیں دیکھتے رہتے ہیں اور قرآن شریف سے زیادہ محظوظ ہوتے ہیں۔ چنانچہ میں قادیان میں حاضر ہو گیا اور حضرت صاحب کو بیت اقصیٰ میں ملا۔ ساتھ جان محمد صاحب کشمیری بھی بیٹھے تھے۔ جو بیت اقصیٰ کے امام تھے۔ میں نے حضرت صاحب سے باتیں کیں اور براہین احمدیہ کی چوتھی جلد ساتھ لے گیا۔ پھر کبھی کبھی آتا رہا۔ جب ہمارے ملک میں دوسری دفعہ طاعون پڑا تو اُس وقت میں نے بیعت کی۔ مجھے یاد آیا کہ میں نے پہلی دفعہ ملاقات کی تو میرے ہاتھ میں ایک کتاب تھی جس کا نام نظام الاسلام تھا۔ اس کے حاشیے پر تو قیر الحق درج تھی۔ اس کتاب میں تین سو ساٹھ علمائے حنفی کی مُہریں لگی ہوئی تھیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام وہ کتاب لے کر پڑھتے رہے۔ حتّی کہ عشاء کے بعد ختم ہو گئی۔ میں تو سو گیا وہ پتہ نہیں کس وقت سوئے۔ صبح نماز کے لئے مجھے جگایا۔ نماز پڑھ کر میں چلا گیا۔

(1) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ فرمایا کہ اللہ بخش تو دیکھتا ہے کہ اس وقت قادیان بالکل گمنامی کے ایک گوشے میں ہے۔ غیر ممالک کے لوگ اس کے نام سے بالکل بے خبر ہیں اور یہ بھی کوئی نہیں جانتا کہ غلام احمد بھی کسی شخص کا نام ہے مگر تو اپنی زندگی میں دیکھے گا کہ قادیان میں کہاں کہاں سے لوگ آتے ہیں اور قادیان کی شہرت کیسے چاردانگِ عالم میں پھیلتی ہے۔ اس وقت میری عمر 80 سال ہے اور میں خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ تمام واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں۔ کوئی ملک نہیں جہاں حضرت اقدسؑ کی دعوت نہیں پہنچی اور کئی دور دراز کے ممالک سے لوگ برکت حاصل کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں۔

(2) یہ بات میں نے کئی آدمیوں سے بارہا سُنی کہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ قادیان دریائے بیاس تک پھیلے گا میں تو اپنے ذوق کے مطابق اب تک اس کے یہی معنی سمجھتا ہوں کہ قادیان کی آواز 'بیاس' تک پہنچے گی یعنی وہاں تک پہنچے گی جہاں تک پہنچنے کی کسی کو آس و اُمید ہی نہیں ہوگی۔

(3) ایک دفعہ میں نے سولہ سوال لکھ کر حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کئے۔ حضورؑ نے تمام کے مکمل جواب دیئے مگر مجھے یاد نہیں رہے۔

(4) حضرت صاحب کے والد ایک ماہر طبیب تھے۔ ایک دفعہ بیاس کے پار سے ایک نوجوان قادر بخش نام، ان کا نام سُن کر قادیان آیا۔ مگر اُسے معلوم ہوا کہ وہ تو فوت ہو گئے ہیں۔ اس پر وہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت

صاحب نے رہنے کو مکان دیا۔ دودھ اور غذا اب اپنے پاس سے مہیا فرماتے رہے۔ خدا کے فضل سے وہ جلد صحت یاب ہوگیا اور بعد میں کئی دن یہاں رہا۔ ایک روز اس نے بانگ کہی چونکہ اُس کی آواز بہت اعلیٰ تھی اس لئے حضرت صاحب نے حکم دیا کہ میاں قادر بخش پانچ وقت تم ہی بانگ کہا کرو چونکہ اس کی آواز بہت ہی بلند تھی۔ ....تو بڑے خوش ہوتے تھے۔ مگر ہندوؤں کو تکلیف ہوتی تھی۔ وہ دل میں بُرا مناتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مرزا جی اس قادر بخش کی بانگ بہت دور جاتی ہے۔ فرمایا آپ کو اس سے کوئی تکلیف تو نہیں پہنچتی؟ کہنے لگے واہگرو واہگرو گنوڈی سوں تکلیف نہیں اسیں سگوں راجی ہوندے آں۔ (واہے گرو، واہے گرو گائے کی قسم تکلیف نہیں ہم تو بلکہ خوش ہوتے ہیں پر آپ اس کو کہیں اتنی اونچی نہ دیا کرے ذرا ہلکی آواز میں دیا کرے۔ ناقل) حضور نے فرمایا جب آپ کو تکلیف نہیں دیتی تو اس سے بھی اونچی کہا کرے گا 'نیویں' کی کیا ضرورت ہے۔

(5) ایک روز میاں قادر بخش کو فرمایا کہ اب تو تُو خوب تندرست ہے۔ عرض کی۔ حضور دیکھنے میں ایسا نظر آتا ہوں میرے بیچ میں کچھ نہیں۔ حضور نے ہنس کر فرمایا (مجھے مخاطب کر کے) دیکھو اللہ بخش! قادر بخش سچ کہتا ہے۔ واقعی لہو اور چربی کے سوا اس کے بیچ میں کچھ نہیں۔

(6) ایک دفعہ فرمایا دین عموماً غریبوں کا حصہ ہے۔ امیر عموماً اس سے بے نصیب رہ جاتے ہیں۔ چنانچہ پہلے نبیوں کو بھی غریبوں نے ہی ابتداً مانا تھا۔ اب دیکھو لو غریب آدمی سفر میں ہو تو ہر جگہ نماز پڑھ سکتا ہے مگر امیر ایسا نہیں کرسکتا۔ اگر رستے میں کوئی جوہڑ آجائے تو وہ وہاں وضو نہیں کرے گا اور اگر صاف پانی مل بھی جائے تو کپڑوں کے خراب ہونے کے ڈر سے زمین پر نماز نہیں پڑھے گا۔

(7) ایک دفعہ حضور نے فرمایا۔ آؤ اللہ بخش ہم آپ کو الف لیلہ کی ایک حکایت سناتے ہیں چنانچہ حضور نے فرمایا کہ ایک مردِ صالح جو بڑا متقی اور پرہیز گار تھا دینی اور دنیوی علوم کا بھی ماہر تھا۔ دولت مند بھی بڑا تھا اُس کے ہمسایہ میں دو میاں بیوی رہتے تھے۔ جو بڑے حاسد تھے۔ وہ اُن کی حسد کی آگ کو بجھانے کی بہت کوشش کرتا۔ کبھی اُنہیں کچھ دیتا کبھی کچھ۔ مگر وہ آگ بجھنے میں نہ آتی تھی۔ آخر تنگ آکر اُس نے اپنا شہر چھوڑ دیا اور ایک دوسرے شہر میں جا کر آباد ہوگیا۔ وہاں کے لوگ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ ان میں ایک نیک، بزرگ اور دینی اور دنیوی علوم کے ماہر انسان کو بھیج دے تو اُنہیں دین بھی سکھائے اور بیماروں کا علاج بھی کرے۔ انہوں نے اُس کی بڑی آؤ بھگت کی اُس پر خدا کا فضل آگے سے بھی بڑھ کر ہونے لگا۔ اور وہ اور زیادہ مالدار ہوگیا۔ حاسدوں کو بھی پتہ لگ گیا۔ وہ اور زیادہ جل گئے۔ حاسد کی بیوی نے اُسے کہا کہ میاں جاؤ اگر موقع ملے تو اُسے مار کر واپس آؤ۔ حاسد اس صالح مرد کے پاس گیا۔ صالح بہت خوش ہوا۔ بڑے تپاک سے ملا۔ خیریت پوچھی اور دریافت کیا کہ کیسے تشریف آوری ہوئی۔ حاسد نے کہا حضور کا پتہ لگا۔ زیارت کو بہت دل چاہتا تھا ملنے کے لئے آیا ہوں۔ اب زیارت ہوگئی۔ اجازت چاہتا ہوں۔ صالح نے فرمایا سُنّتِ نبوی کے مطابق تین دن کے بعد اجازت ہوگی۔ تین روز کے بعد

چند صد دے کر رخصت کیا۔ حاسد جب مال لے کر گھر پہنچا تو بیوی بڑی خوش ہوئی۔ مگر صالح کے زیادہ مالدار ہونے کا حال سُن کر بہت ہی شکستہ حال ہوئی اور کہنے لگی ہم تو سمجھے تھے وہ مر کھپ گیا ہوگا۔ مگر اُسے تو کوئی زوال بھی نہیں پہنچا۔ جاؤ میاں جس طرح بھی مرے مار کر آؤ۔ حاسد پھر گیا۔ صالح نے آنے کا مقصد پوچھا۔ کہنے لگا۔ حضور کی محبت پھر کھینچ لائی ہے۔ پہلے حضور کے مکان اور باغات کا اچھی طرح سیر نہ کیا تھا۔ اب سیر کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ صالح نے تین طرفیں باغ کی دکھائیں۔ اور چوتھی طرف جانے سے منع کیا اور کہا اس گوشے میں ایک کنواں ہے۔ جسے اندھا کنواں کہتے ہیں۔ اُس میں جن رہتے ہیں۔ خوف ہے کہ جان سے ماردیں گے۔ حاسد نے یہ سن کر زیادہ اصرار کیا۔ چنانچہ دونوں کنوئیں کے پاس گئے۔ حاسد کنوئیں کی دیوار پر جا بیٹھا اور نیچے نظر کر کے کہا اس میں کوئی جن نہیں آئیے آپ بھی دیکھیں۔ صالح نے بھی کنارے پر جا کے دیکھنا شروع کیا۔ نظر بچا کر حاسد نیچے اُترا اور اُس کو دھکا دے کر کنوئیں میں گرا دیا اور خوشی خوشی گھر آیا عورت کو حال سُنایا وہ بڑی خوش ہوئی۔ اب صالح کا حال سنو جس کنوئیں میں وہ گرا تھا واقعی اس میں جن تھے۔ نیچے جانے نہ پایا تھا کہ ایک جن نے پکڑ کر محفوظ جگہ میں رکھ دیا۔ باقی جن مخالف ہو گئے اور کہنے لگے کہ اس کو ضرور مار دینا چاہیئے۔ مگر اس نے کہا کہ یہ ایک جید عالم اور اعلیٰ درجے کا طبیب بھی ہے۔ اسے مارنے سے امراء، غرباء سب کا نقصان ہوگا۔ چنانچہ فلاں ملک کا بادشاہ اپنی لڑکی کو علاج کے لئے اس کے پاس لا رہا ہے۔ اگر اسے یہاں مار ڈالا جائے تو خدا کا عرش کانپ اُٹھے گا۔ دوسرے جنوں نے سوال کیا کہ اسے کیا بیماری ہے۔ وہ جن بولا اُسے فلاں بیماری ہے۔ علاج پوچھا تو کہا کہ اُس کے گھر میں سفید بلّی رہتی ہے۔ اُس کی پیٹھ سے چند بال اُکھاڑ کر آگ پر رکھ کر اس لڑکی کے قریب کرے وہ جن چیختا ہوا بھاگ جائے گا اور پھر کبھی پاس نہ آئے گا۔ چنانچہ اُنہوں نے اس بزرگ کو چھوڑ دیا اور صحیح سلامت اوپر پہنچا دیا۔ گھر میں پہنچا ہی تھا کہ بادشاہ اپنی بیمار لڑکی کو لے کر آن پہنچا۔ اس نے علاج کیا۔ لڑکی تندرست ہوگئی اور خوب توانا ہوگئی۔ بادشاہ نے نکاح کی فکر کی بہت سوچا مگر اس صالح مرد سے بڑھ کر نکاح کے قابل اور کسی کو نہ پایا۔ چنانچہ اس کے ساتھ نکاح کر دیا۔ چند دن بعد خود مر گیا اور تاج وتخت اس بزرگ کو سونپ گیا۔

حضرت صاحب نے یہ حکایت سنا کر فرمایا۔ میاں اللہ بخش خدا تعالیٰ ہمیں اقبال عطا کرے گا اور حاسد کا قدم دن بدن زوال کی طرف جائے گا۔ حاسد پھونکوں سے اسے بجھانا چاہیں گے مگر میرا خدا مجھے اور زیادہ ترقی دے گا۔

(8) ایک روز فرمایا کہ بعض بدخصلت انسان اگر کسی کا نقصان کرنا چاہتے ہیں مگر نہ کر سکیں تو اپنا احسان جتاتے ہیں۔ ایک فیض رساں انسان کا ذکر ہے کہ اُس نے ایک نادان امیر کی ضیافت کی۔ یہ معلوم کر کے کہ یہ امیر بڑا عیب جُو اور نکتہ چین ہے اگر اُس کی طرف کھانا کھلانے والوں میں سے کسی کی پیٹھ ہوگئی تو ناراض ہو جائے گا۔ اس لئے تمام ضروری سامان پہلے ہی قرینے سے سجا دیا اور عرض کی کہ حضور کھانا تیار ہے تشریف لائیے اور تناول فرمائیے۔ خیر کھانا کھا کر جب باہر آئے اور میزبان کے دروازے میں کھڑے ہو کر ان کا شکریہ ادا کیا تو بجائے اس کے کہ ان کو عزت اور تکریم سے پیش آتا۔ کہنے لگا کہ میرا تم پر بڑا احسان ہے۔ کیونکہ جس مکان میں کھانا ہم نے کھایا ہے۔ اُس میں ہزاروں روپے کا سامان پڑا تھا۔ دل چاہتا تھا کہ آگ لگا

دیں مگر رحم کردیا ہے۔حضرت صاحب نے فرمایا:

اللہ بخش دیکھو میں لوگوں کی خاطر و مدارات کرتا ہوں کھانا کھلاتا ہوں۔ایمان سکھاتا ہوں اور لوگ اُلٹا مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ پہنچا سکنے کی صورت میں احسان جتلاتے ہیں۔

(9) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی خبر سن کر کہا۔

مرزا سُنیا قادیاں اللہ بخش ہُن چل ۔ کم جو کرنا ہے اَج ہے نہ رکھ اوپر کل

آئندہ صفحات میں حضرت حکیم صاحب کے منظوم کلام میں بیان بعض دلچسپ اور ایمان افروز واقعات کو نثر کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے۔

سیدنا محمود کے شکار کا واقعہ: ایک دفعہ ہم نے سُنا کہ صاحبزادہ صاحب (مراد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب) بیٹ میں شکار کو آرہے ہیں۔ہم بھی وہاں پہنچ گئے۔کھانے کا وقت ہوا تو آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے جو کھانا ساتھ لائے ہوئے تھے کھایا۔جب شکار شروع کیا تو ایک نیل گائے کے پیچھے بہت دوڑ لگائی مگر قریب پہنچ کر رک گئے نہ جانے کیا خیال آیا ہوگا۔وہ بچ گئی۔بہت گرمی تھی بارش کے لئے دعا کی۔نماز ظہر کا وقت ہوا تو مقامی امام کو نماز پڑھانے کا ارشاد فرمایا۔اسی طرح عصر کے وقت بھی ہوا۔وہاں لوگوں نے درخواست کی تو ایک رات ہمارے پاس ٹھہریں مگر آپ نے جواب دیا کہ میں حضرت خلیفۃ المسیح سے ایک ہی دن کی اجازت لے کر آیا ہوں۔پھر کبھی آؤں گا تو رات ٹھہرنے کی اجازت لے کر آؤں گا۔لہذا پھر جب آئے تو اپنا وعدہ پورا کیا۔اس بات سے ہم نے خلیفہ کی اطاعت کا سبق سیکھا۔

سخت گرمیوں کے موسم میں ایک مرتبہ میں قادیان گیا۔حضرت صاحب سے ملاقات کی اور واپسی کی اجازت چاہی لیکن حضور نے فرمایا گرمی بہت ہے رکو۔میں نے عرض کی کہ میں نے آج ہی ڈھپئی پہنچنا ہے۔فرمایا نہیں۔گرمی شدید ہے لازماً یہاں رکیں۔(میں نے روزہ بھی رکھا ہوا تھا حضور نے فرمایا سفر میں روزہ نہ رکھنا چاہیئے) بہر حال میں رک گیا۔حضور نے نماز عصر کے بعد ارشاد فرمایا کہ اسے کنوئیں پر لے جاؤ اور اس پر اس طرح مسلسل پانی ڈالو کہ دھار نہ ٹوٹے۔لوگ مجھے لے گئے اور پانی ڈالا اور مجھے یوں لگا۔جیسے میرے جسم سے آگ نکل رہی ہے اور سکون محسوس ہو رہا ہے۔تب مجھے احساس ہوا کہ اگر میں حضور کی بات نہ مانتا اور سفر پر چلا جاتا تو شاید راستے میں ہی ختم ہو جاتا۔رات حضور نے پُرتکلف افطاری کرائی۔

حضور بیت مبارک میں نماز کے بعد تشریف فرما ہوئے اور اپنی کتاب نسیم دعوت کا ذکر کر فرمایا کہ میں نے اس میں ایسے مضامین بیان کئے ہیں وہ نہ مولوی عبدالکریم صاحب نے کبھی پڑھا ہوگا نہ مولوی نورالدین صاحب نے نہ نواب محمد علی خان صاحب نے کبھی پڑھا یا سوچا بھی ہوگا۔ایک چوتھے کا نام بھی لیا جو میں بھول گیا۔آپ کے ارشاد پر یہ کتاب ایک رات میں ہی چھپ کر صبح پیش ہوگئی اور لوگوں میں تقسیم ہوگئی۔

عشاء کے بعد چند آریہ آئے اور بظاہر بڑے شریف بن کر کہا کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ ہم کوئی مباحثہ نہیں کریں گے صرف آپ کا دیدار کریں گے۔ آپ ان کی بات فوراً سمجھ گئے اور فرمایا کہ میں فساد والی جگہ نہیں جاؤں گا۔

صبح آپ سیر کے لئے گئے بہت سے لوگ بھی ساتھ تھے۔ راستے میں کئی آریہ چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے وہ سامنے آ گئے اور پھر وہی اصرار کہ آپ آئیں صرف دیدار کرا جائیں۔ آپ نے فرمایا ہرگز وہاں نہ جاؤں گا اور دیدار تو ہو گیا۔ میری کتاب نسیم دعوت پڑھ لیں۔ اس میں سارے سوالوں کا جواب ہے۔

ایک عجیب بات: گجو غازی میں مجھے کام تھا وہاں میرے عزیز رشتے دار بھی تھے وہاں گیا تو گاؤں میں کوئی بیت نہیں تھی۔ گاؤں کے باہر تکیہ دار کا نام روڑے شاہ تھا میں وہاں نماز ظہر پڑھ کر فارغ ہوا تو روڑے شاہ نے گفتگو شروع کر دی۔ موضوع حضرت مرزا صاحب تھے اتنے میں دو سکھ بھی وہاں آ گئے۔ روڑے شاہ انہیں دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ مجھے وہ سکھ قابل اور خوش لباس نظر آئے۔ میں نے روڑے شاہ سے کہا ان کے سامنے گفتگو میں کوئی حرج نہیں سکھوں نے بھی یہی کہا کہ ہم تو دین حق کی باتیں پیار سے سنتے ہیں۔ میں نے مرزا صاحب کے بعض واقعات سنائے جس پر وہ بہت خوش ہوئے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم پرمیشر کرتار کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ مرزا جانی جان (حضرت مسیح موعود علیہ السلام مراد ہیں) بہت دانش مند ہے۔ اور عالم غیبی سے خاصہ پیوند رکھتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اُسے غیب کی خبریں نہ بتاتا تو وہ آریوں کی دعوت مان لیتا وہاں آریہ انہیں نقصان پہنچاتے بلکہ جان سے مار دیتے۔

انہوں نے قسمیں کھا کھا کر یہ بات بتائی کہ جس دن آریہ جلسے کے لئے قادیان گئے تھے۔ آریہ یکّوں میں بیٹھ کر آتے اور ایک جگہ اکٹھے ہو جاتے۔ وہاں ایک کنواں تھا اُسی کے پاس اکٹھے ہو گئے اور مشورے کئے۔ وہ سمجھے کہ یہاں کوئی غیر نہیں ہے۔ پھر مشورہ کیا کہ مرزا کو کسی نہ کسی طرح جان سے مارنا ہے۔ جلسہ میں شور شرابہ کیا جائے مرزا کو جھوٹا جھوٹا کہا جائے۔ وہ جواب دینے جلسے میں آجائیں تو پنڈت لیکھرام کا بدلہ لینا ہے۔ اس کا کام تمام کرنا ہے۔ کسی پر الزام نہ لگے گا بلوہ ثابت ہو گا۔ وہ لوگ قسمیں کھا کھا کر مرزا کو مارنے کا پروگرام بنا رہے تھے ہم اندر سے کانپ رہے تھے۔

وہ تو قادیان جا کر شاید آرام کر رہے ہوں مگر ہمارا آرام حرام ہو گیا۔ کان قادیان کی طرف لگے ہوئے تھے کیا خبر آتی ہے۔ مخالفین نے اپنا پورا زور لگا لیا مگر مرزا نے اُن کی کوئی بات نہ سنی۔ اس بات سے ہم سمجھے ہیں کہ آپ کا جانی جان سچا امام ہے۔

سکھوں سے یہ ساری بات سُن کر مجھے سمجھ آئی کہ حضرت اقدس جلسے میں کیوں نہیں آئے۔

سُن سکھاں تو قلب نوں ہویا اطمینان　　دشمن کی کر سکدا جے اللہ مہربان

عمر کے آخری حصے میں: (آپ کے یہ حالات آپ کے داماد عبدالرحیم صاحب نے بیان کئے ہیں۔)

عمر کے آخری حصے میں آپ جسمانی لحاظ سے کمزور ہو گئے تو جب تک خاکسار عبدالرحیم اپنی دکان واقع احمدیہ چوک سے گھر دارالفتوح واپس نہ آتا آپ جاگتے رہتے۔ بستر پر نہ جاتے کہ نیند نہ آجائے پھر جب میں گھر آ کر کھانا کھا چکتا تو کچھ بات

چیت کرتے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کوئی کتاب سنتے جب تھک جاتے تو سو جاتے۔ کوئی تحریر، خط یا درخواست وغیرہ لکھوانا ہوتی تو مجھ سے ہی لکھواتے، کہتے ''یار تو ذرا اچھا مضمون بنالیتا ہے۔''

کھانے کی عادات نہایت سادہ تھیں جو مل جاتا کھالیتے ایک دفعہ کہنے لگے روز گوشت روز گوشت کبھی سبزی دال بھی ہونی چاہیئے۔ مجھے گوشت مرغوب تھا اس لئے زیادہ تر گوشت ہی پکتا تھا۔ آپ کی بات رکھنے کے لئے میں نے گھر میں گوشت لانا چھوڑ دیا خود باہر ہوٹل وغیرہ سے کھالیتا۔ ایک دن خود ہی کہا۔ بچے کیا گوشت نہ لانے کی قسم کھالی ہے؟ پھر گوشت آنا شروع ہوا مگر ہم اس بات کا خیال رکھتے کہ جو آپ کو پسند ہو وہی پکایا جائے۔ آپ پیڑھی پر کئی کئی گھنٹے بیٹھے رہتے کھانا بھی وہیں کھاتے۔ روٹی پر ساگ، سالن، دال وغیرہ ڈال لیتے کہ اس طرح روٹی نرم ہو جاتی ہے۔ کھانا کھانے اور پانی پینے میں دینی آداب کا خاص خیال رکھتے۔

دعوت الی اللہ اور پیدل چلنے کا شوق پورا کرنے کے لئے دس بیس دن کے وقفے سے گھر سے نکل کھڑے ہوتے۔ کئی کئی دن باہر لگا آتے۔ تلاوت قرآن کا بہت التزام کرتے روزانہ ایک پارہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے سوائے مرض الموت کے یہی طریق رہا۔ ہم کو تاریخ معلوم کرنی ہوتی تو قرآن پاک میں آپ کی نشانی دیکھ لیتے۔

آپ نے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے زمانے میں آپ مدرس تھے ایک دفعہ حضرت مصلح موعودؓ، شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب اور مفتی فضل الرحمن صاحب شکار کے لئے آئے۔ صاحبزادہ صاحب نے مجھے امامت کے لئے ارشاد فرمایا اور فرمایا چار رکعت کا ثواب کیوں چھوڑوں یعنی مقامی امام ہوگا تو قصر کے بجائے پوری نماز ہوگی۔

<u>حکیم صاحب کا حقہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا فیصلہ</u>: ایک روز ہم اپنے گھر میں بیٹھے تھے۔ اُس وقت حکیم صاحب میرے پاس ہی مقیم تھے۔ 1940ء کے لگ بھگ کا واقعہ ہوگا۔ صبح کا وقت تھا میری اہلیہ آمنہ بیگم صاحبہ اور بچے حکیم صاحب کے ارد گرد بیٹھے تھے۔ سردی کی وجہ سے پتھر کے کوئلوں کی انگیٹھی دہکائی ہوئی تھی۔ حکیم صاحب کو حقہ پینے کی عادت تھی۔ ناپسند کرنے کے باوجود عادت چھوڑی نہ جا رہی تھی۔ میں ثواب کی خاطر آپ کا حقہ گرم کرتا رہتا اگرچہ ہمیں شروع سے ہی ہمارے ابا جان، میاں فضل محمد صاحب نے حقہ، سگریٹ سے نفرت دلائی تھی۔ اس حد تک کہ پینا تو درکنار دیکھنا بھی اچھا نہ لگتا تھا۔ اُس دن بھی جب حکیم صاحب نے چلم میں کوئلے ڈالنے کو کہا تو میں نے اپنا مطالبہ دُہرایا کہ کیوں اپنی صحت خراب کرتے ہیں۔ حقہ ناپسندیدہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حقہ پینا منع کیا ہے۔ آپ اُن کی بات مان کر حقہ چھوڑ دیں۔ اُنہوں نے کہا۔ چل تُوں کم کر، اپنے کام سے کام رکھو۔ میں حضرت صاحب کے فرمان کا مطلب زیادہ سمجھتا ہوں۔

میں نے کہا اچھا میاں جی! اگر حضور آپ سے براہ راست کہہ دیں کہ حقہ چھوڑ دیں پھر تو آپ چھوڑ دیں گے نا! آپ نے کہا وہ مجھے کیسے منع کریں گے اُنہیں علم ہے کہ مجھے عادت ہے۔ مَیں نے کہا مَیں اُن سے تحریراً درخواست کروں گا کہ وہ میری درخواست پر لکھ دیں کہ حکیم صاحب حقہ چھوڑ دیں تو بہتر ہے۔ اگر ایسا ہو تو پھر تو آپ کو چھوڑنا پڑے گا۔ آپ نے کہا

کہ ’’روٹی بعد میں کھانا پہلے یہ کام کرلو‘‘۔

میں بھی خاص موڈ میں تھا۔ رقعہ لکھا اور اپنی اہلیہ سے کہا۔ کھانا پکانا بعد میں کرنا پہلے یہ رقعہ لے جاؤ کیا خبر آج یہ معاملہ طے ہوجائے۔ میں نے اُس میں لکھا:

’’حضور...... اگر آپ ایک لفظ تحریر کردیں تو میرا اور حکیم صاحب کا کام بن سکتا ہے آپ کو حقہ کی عادت ہے اگر آپ ممانعت میں کچھ تحریر فرمادیں تو حکیم صاحب حقہ چھوڑ دیں گے۔‘‘

مجھے اُمید واثق تھی کہ رقعہ کا جواب میرے حق میں ہوگا۔ تھوڑی دیر میں جواب آگیا حضور نے لکھا تھا:

’’میں اس بڑھاپے کی حالت میں انہیں کیوں فتنہ میں ڈالوں۔ البتہ کسی ڈاکٹر صاحب سے مشورہ کرلیں۔‘‘

یہ جواب پاکر ہم سب ہنس رہے تھے، میری ہنسی میں خفت تھی جبکہ حکیم صاحب کی ہنسی کا انداز یہ تھا کہ تم کیا سمجھتے تھے، مجھے حضرت صاحب کی فراست اور دور اندیشی کا تم سے زیادہ اندازہ تھا وہ فیصلہ کرتے وقت ہر پہلو پر نظر رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ بڑھاپے میں عادت ایک دم ترک نہیں ہوسکتی۔

دعوت الی اللہ کا شوق اور فن شعر و شاعری : حضرت حکیم صاحب کو دعوت الی اللہ کا بے حد شوق تھا۔ اس شوق کی خاطر وہ ازخود دیہاتوں کا دورہ کرتے اور لوگوں کو نیکی کی طرف بلاتے اور بُری باتوں سے روکتے۔ اپنی خداداد صلاحیت شعر و شاعری کو بھی دعوت الی اللہ کے لئے استعمال کرتے۔ آپ کے منظوم پنجابی کلام کے رسالے دیہات کے علاقوں میں بہت مقبول تھے۔ جلسہ سالانہ قادیان کے دنوں میں آپ مہمانوں کی قیام گاہوں میں جاکر اپنے پنجابی لحن میں شعر پڑھتے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اس امر کا ذکر فرمایا تھا کہ پہلے جلسہ کے پروگرام تو مختصر ہوتے تھے مگر ایسے لوگ قیام گاہوں میں جاجاکر بہت مفید کام کیا کرتے تھے۔ احمدیہ چوک میں دعوت الی اللہ کے بعض عشاق حضرت حکیم صاحب کے اشعار گاگا کر سناتے اور اس طرح جلسے کے دنوں میں عشاق احمدیت کی تسکین وخوشی کا سامان بہم پہنچاتے۔

آپ کے مجموعہ ہائے اشعار کے نام یہ ہیں:

(1) اخبار مہدی (2) سچا موتی (3) مروارید ناسفتہ یعنی اَن وِدھ موتی (4) ضمیمہ مروارید ناسفتہ یعنی اَن وِدھ موتی (5) موتی بازار صاحبان مرزا ہی ہے (6) خالص موتی (7) حلوے کی رکابی اور ملاں کی کامیابی (8) شہادت حضرت امام حسینؓ (9) حلوہ اور کھیر، ملاں اور فقیر، رانجھا اور ہیر۔

سب مجموعہ کلام 1921ء تا 1924ء امرتسر کے ریاضِ ہند پریس اور قادیان کے اللہ بخش سٹیم پریس سے باہتمام شیخ نور احمد اور چوہدری اللہ بخش منیجر پرنٹر شائع ہوئے۔ موتی بازار باہتمام حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی شائع ہوئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے نانا جان کو غریق رحمت فرمائے۔ اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ ہمیں نسلاً بعد نسلٍ اُن کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

مکرم و محترم مولانا محمد صادق سماٹری صاحب
سابق مشنری انچارج انڈونیشیا ، ملیشیاء سنگا پور کے

چند ایمان افروز واقعات

(مرتبہ: مکرم عبدالرشید سماٹری صاحب)

میرے والد محترم مکرم مولانا محمد صادق صاحب سماٹری دسمبر 1949ء کو ربوہ سے سنگاپور کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ آپ قیام ربوہ کے بعد سب سے پہلے مربی تھے جنہیں حضرت مصلح موعودنور اللہ مرقدہٗ نے بنفس نفیس ریلوے اسٹیشن پر تشریف لا کر اپنی دعاؤں سے رخصت کیا۔

مولانا صاحب کی زندگی کے حالات و واقعات پہلے سے شائع شدہ ہیں۔تاہم بعض امور جو ابھی تک شائع نہیں ہو سکے ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں۔

یونیورسٹی میں دین حق پر لیکچر: سنگاپور کی یونیورسٹی کی طرف سے ''دین حق'' پر لیکچر دینے کے لئے دعوت نامہ محترم والد صاحب کے نام آتا تھا۔یونیورسٹی کے ایک بڑے ہال میں قریباً ایک گھنٹے تک طلباء کو لیکچر دیتے تھے۔یونیورسٹی کا ایک ملازم پہلے لیکچر کے معاوضے کا -/۲۰۰ ڈالر کا چیک لایا لیکن والد محترم نے وہ چیک واپس کر دیا۔حضرت مصلح موعودؓ نے اس عمل کو سراہا۔

صدر سوکارنو سے ملاقات: ۱۹۶۹ء میں محترم والد صاحب جب ربوہ سے انڈونیشیا کو روانہ ہوئے اور وہاں پہنچے تو کسی معاند نے صدر سوکارنو کو اطلاع دی کہ آپ کے ملک میں ایک قادیانی ''مربی'' آپ کی رعایا کو گمراہ کرنے کے لئے آیا ہے۔انہوں نے اپنے سیکرٹری کے ذریعہ آپ کو ملاقات کے لئے بلایا اس ملاقات کا اتنا اچھا اثر پڑا کہ صدر صاحب نے سیکرٹری سے کہا کہ گورنمنٹ کے آئندہ ہر بڑے Function میں مولوی صاحب کو دعوت نامہ بھیجا جائے۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے مزید دعوت الی اللہ کا راستہ کھول دیا اور جس نے شکایت کی تھی اس کو وارننگ دی گئی۔

ادائیگی قرض کا غیب سے انتظام: جنگ عظیم دوم جو ۱۹۴۵ء میں ہوئی۔ان ایام میں آپ انڈونیشیا میں متعین تھے لیکن جنگ کی وجہ سے ہندوستان سے الاؤنس آنا بند ہو گیا تھا جس کی وجہ سے قرض لینا پڑتا تھا۔ایک مرتبہ کسی احمدی سے پانچ سو ڈالر قرض لیا اس امید پر کہ فلاں تاریخ تک الاؤنس آجائے گا تو ادائیگی ہو جائے گی۔لیکن اس تاریخ تک الاؤنس نہ پہنچا اور جن صاحب سے قرض لیا تھا وہ آن پہنچے۔محترم والد صاحب نے انہیں اپنے پاس برآمدے میں بٹھا لیا اور دل میں دعائیں کرنے لگے۔اسی اثناء میں دیکھا کہ ایک ہمسایہ سکھ سردار تشریف لائے اور اپنی گاڑی میں بیٹھے بیٹھے آوازیں دے رہے ہیں۔انہیں کہا کہ آپ آئیں لیکن انہوں نے کہا میں گھر جا رہا ہوں۔چنانچہ والد صاحب ان کے

پاس گئے اور انہوں نے آپ کی جیب میں پانچ سو ڈالر ڈالے اور کہا کہ مولوی جی! میرے پانچ ہزار ڈالر کوئی کھا گیا تھا اور میں نے نیت کی تھی کہ اگر وہ مل گئے تو اس میں سے پانچ سو ڈالر آپ کو دوں گا۔ آج وہ پیسے مجھے مل گئے ہیں۔ اس لئے آپ کو پیسے دینے آ گیا ہوں محترم والد صاحب نے وہ پیسے لے کر ان صاحب کو جب لوٹائے تو انہوں نے وہ پیسے لینے سے انکار کر دیا اس پر محترم والد صاحب نے کہا کہ جناب یہ پیسے تو آپ کے لئے ہی آئے ہیں لہذا انہیں لے جائیں۔ میرے لئے تو آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔

قحط کے ایام میں خدا تعالیٰ کی مدد جنگ میں قحط کے دوران ایک مرتبہ ہمارے والدین نے بچوں کو شکر قندی کھلا کر سلا دیا اور خود دونوں بھوکے رہ گئے اور دعا کرنے لگے یا اللہ ہم نے بچوں سے وعدہ کیا ہے کہ صبح چاول کھلائیں گے مگر یہاں تو کچھ بھی کھانے کو نہیں۔ اس لئے اے مسبب الاسباب تو ہی ہماری مدد فرما۔ اس دوران ہی زور سے دروازہ کھٹکا۔ جب پوچھا تو باہر سے آواز آئی عبدالرحمٰن۔ عبدالرحمٰن جماعت کے ایک ممبر تھے دروازہ کھول کر ان سے پوچھا کہ کیا بات ہے کیونکہ جنگ کے دنوں میں بلیک آؤٹ تھا اس لئے محترم والد صاحب ان کو صحیح طرح نہ دیکھ سکے۔ انہوں نے کہا کہ خیال آیا ہے کہ مولوی صاحب کو چاول دے آؤں اور ایک تکیہ کا غلاف چاولوں سے بھرا ہوا پکڑا دیا۔ محترم والد صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ اگلے جمعہ کو جب محترم والد صاحب نے عبدالرحمٰن صاحب کو تکیہ کا غلاف واپس کیا تو وہ حیرانی سے بولے کہ میں نے تو نہیں دیا تو محترم والد صاحب نے انہیں یاد دلایا کہ ایسے رات کو آپ ہمیں اس غلاف میں چاول دے گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کوئی چاول وغیرہ آپ کو نہیں دیئے اور اتنی رات گئے تو میں جنگ کے دنوں میں گھر سے بھی نہیں نکلتا۔

خدا کے فضل سے پریشانی سے نجات: ہماری چھوٹی ہمشیرہ امۃ السلام کی پیدائش کے دنوں میں بہت پریشانی تھی اور پیسے بالکل نہیں تھے۔ خاکسار (عبدالرشید ساٹری) بچپن کی عمر میں تھا اپنی دھن میں کھیل کود میں مصروف، اسی کھیل کود میں کھڑکی پر چڑھ گیا۔ کھڑکی کے اوپر روشندان تھے۔ میں نے روشن دان کھولا تو اس میں ایک خفیہ دراز بنا ہوا تھا۔ میں نے اُسے بھی کھول دیا جب اُس خفیہ دراز کو کھولا تو اس میں کافی رقم گلڈرز کرنسی کی شکل میں ملے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے پریشانی دُور کی۔ یاد رہے کہ یہ مکان جنگ کی وجہ سے ڈچ لوگ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

غیب سے راشن کا انتظام: محترم والد صاحب گھر کے لئے راشن خریدنے بازار تشریف لے گئے لیکن جنگ کی وجہ سے دکانیں خالی ہو چکی تھیں چلتے چلتے وہاں ایک سکھ سے ملاقات ہوئی جو بڑا تاجر تھا۔ اس نے کہا کہ آپ پنجابی بھائی لگتے ہو کیونکہ آپ کے لباس سے ظاہر ہوتا ہے چنانچہ پنجابی میں گفتگو کے دوران پوچھا کہ آپ یہاں کیسے آئے ہیں۔ محترم والد صاحب نے کہا کہ راشن لینے آیا ہوں سکھ نے پنجابی میں کہا کہ یہاں آپ کو کچھ نہیں ملے گا۔ آپ میرے ساتھ چلیں چنانچہ وہ محترم والد صاحب کو گاڑی میں اپنے ساتھ لے گئے اور گودام سے کافی راشن محترم والد صاحب کے ساتھ بھجوایا محترم والد صاحب نے اس میں سے تھوڑا سا حصہ رکھ کر باقی غرباء میں تقسیم کروا دیا یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے غیبی مدد تھی۔

اللہ تعالیٰ محترم والد صاحب پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

رپورٹ اجتماعی وقار عمل مجلس انصاراللہ ضلع لاہور

از: مکرم منیر مسعود صاحب ناظم مجلس انصاراللہ ضلع لاہور

مجلس انصاراللہ ضلع لاہور کے زیر اہتمام اجتماعی وقار عمل ہوا۔ بروز اتوار مورخہ 10 ستمبر 2006 صبح 7:30 بجے لاہور شہر کے وسط سے گزرنے والی نہر کے دونوں اطراف مغلپورہ پل سے لے کر جیل روڈ پل تک گرین بیلٹ کی صفائی کی گئی۔ دونوں اطراف کا فاصلہ تقریباً آٹھ کلومیٹر بنتا ہے۔ جملہ 33 مجالس کے تقریباً 530 انصار نے وقار عمل میں وقت مقررہ پر پہنچ کر حصہ لیا۔ اس پروگرام میں مربیان کرام بھی شامل ہوئے۔

پروگرام کا آغاز عین 7:30 بجے دارالذکر سے ملحقہ نہر پر نئے تعمیر کردہ انڈر پاس دھرم پورہ سے دعا کے ساتھ کیا گیا۔ جو مکرم محمد آصف صاحب چیمہ مربی سلسلہ نے کروائی۔ دعا سے قبل شامل ہونے والوں کی ایک کثیر تعداد دور دراز کا سفر اختیار کر کے پہلے سے متعین کردہ مقامات پر اپنے اپنے نگران بلاکس اور زعماء/ زعماء اعلیٰ کی نگرانی میں پہنچ چکے تھے۔ شرکاء میں کالے شاپر بیگ اور دستانے پہلے ہی تقسیم کئے جا چکے تھے۔ دعا کے آغاز سے قبل زعماء/ زعماء اعلیٰ اور نگران صاحبان کو بذریعہ موبائل فون اطلاع دی گئی کہ اپنے اپنے مقامات پر افتتاحی دعا میں شامل ہو کر وقار عمل کا آغاز کر دیں اور اس طریق پر نہر کے دونوں کناروں پر کھڑے انصار نے دعا میں حصہ لیا اور راہ گزرنے والوں کے ہر طبقہ فکر سے منسلک افراد نے نظارہ کیا اور ورطۂ حیرت میں پڑے بعض افراد کران خدمت گزاروں کو چند لمحوں دیکھتے رہے۔ دعا کے بعد جب صفائی کا آغاز ہوا تو ان کا شوق دیدنی اور حیرانی بڑھتی چلی گئی۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا انصار کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا اور مسیح پاک علیہ السلام کے یہ عشاق اپنے کام میں مگن حضرت مصلح موعود (-) کے ارشاد کی تعمیل میں اپنی جھوٹی انا کو مٹاتے ہوئے جھاڑو سے صفائی کرتے رہے، اطراف سے اٹھنے والی نظروں سے بے پرواہ ہو کر اپنے کام میں مگن رہتے ہوئے مغلپورہ اور جیل روڈ کے پلوں سے دارالذکر کی جانب صفائی کرتے ہوئے بڑھتے چلے گئے۔

اس پروگرام میں 40 سال سے 75 سال تک کی عمر کے انصار جن کا تعلق سول سروسز، حاضر و ریٹائرڈ فوجی افسران، ڈاکٹرز، انجینئرز، اساتذہ، تاجر حضرات، صنعت کار، وغیرہ سے تھا، شامل تھے۔ کچھ وقت اس کار ثواب میں شامل رہنے کے بعد جائے وقار عمل کا جائزہ لینے کے لئے خاکسار ہمراہ مکرم مربی صاحب ضلع اور مکرم رشید خالد صاحب نائب ناظم نے نہر کے دونوں طرف سفر اختیار کیا دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر گیا اور بے اختیار الحمدللہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام زبان پر جاری رہا۔

دوران وقار عمل پیاس بجھانے کے لئے زعماء/ زعماء اعلیٰ اور نگران صاحبان واٹر کولرز میں پانی کا بندوبست کر کے لائے تھے جس سے احباب پیاس بجھاتے رہے۔ ایک گھنٹہ میں کام مکمل کرنے پر تمام انصار دارالذکر میں پروگرام کے مطابق

اکٹھے ہوئے جہاں چنے حلوہ اور نان سے سب نے مل کر ناشتہ کیا۔حاضری دیئے گئے ٹارگٹ سے بفضل خدا بڑھ کر تھی۔

تاثرات

وقار عمل کے مقامات سے ہر طبقہ فکر کے افراد گزرتے ہیں ان دیوانوں کو دیکھ کر ان کی حیرانگی قابل دید تھی۔بعض سے تو نہ رہا گیا رک رک کر پوچھتے رہے کہ آپ کا تعلق کس تنظیم سے ہے اور آپ یہ کیوں کر رہے ہیں۔سب کا یہی ایک سوال تھا۔موبائل پولیس وین کے عملہ نے بھی رک کر جب حیرانگی کی حالت میں پوچھا تو ایک دوست کے منہ سے ’’بے ساختہ‘‘ نکلا کہ ہمارا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے۔جس کے جواب میں انہوں نے ’’بہت اچھا بہت اچھا کام‘‘ کا تبصرہ کیا۔

پھر بعض نوجوان سائیکل پر سوار ہو کر ورطۂ حیرت میں مبتلا ہو کر مغلپورہ ریلوے پھاٹک سے دھرم پورہ پل تک ان دیوانوں کو دیکھتے ہی چلے گئے۔

ایک صاحب کے سوال پر ایک ناصر نے جواب دیا کہ ہم صفائی کر رہے ہیں اس لئے تاکہ لوگوں میں صفائی کے بارے میں شعور پیدا ہو۔اس پر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا اور گھر سے پکا کر لائے ہوئے پراٹھے انہیں کھانے کے لئے پیش کئے۔

پھر ایک کوٹھی کے گیٹ پر کھڑا گارڈ صفائی میں مصروف انصار کے پاس آیا اس نے کہا ’’کاش ہماری ساری قوم ایسی ہو جائے‘‘

ایک مقام پر موٹر سائیکل سوار بڑی داڑھی رکھے ہوئے ایک صاحب نے رک کر دریافت کیا کہ

’’آج کون آرہا ہے کس کے لئے آپ لوگ صفائی کر رہے ہیں‘‘ انہیں جواب دیا گیا کہ ’’قوم کے اندر صفائی کا شعور بیدار کرنے کے لئے یہ کام کر رہے ہیں۔یہاں پر کوئی نہیں آرہا‘‘ اس جواب پر وہ حیران ہوئے اور چلے گئے۔

مندرجہ بالا چند ایک کے تاثرات جو مجھ تک پہنچے درج کر دیئے ہیں۔غرض یہ کہ ہر ایک نے یہ کہا کہ یہ وقار عمل پُر لطف رہا سیر بھی ہو گئی، پیدل سفر بھی، مل بیٹھ کر ملاقات بھی اور اکٹھے کھانے کا لطف بھی ملا۔پلیٹس کم پڑ گئیں تو دو دو تین تین دوستوں نے مل کر ایک پلیٹ میں کھانا کھانے پر بھی لطف اٹھانے کا اظہار کیا۔غرض جتنے احباب شامل تھے ان میں سے ہر ایک نے اپنے محبت اور خلوص اور وفا بھرے انداز میں اس پروگرام کی تعریف اور افادیت کا اپنے انداز میں اظہار کرتے ہوئے نظام جماعت کو سراہا۔

اللہ تعالیٰ یہ ذوق وشوق اور جذبہ قائم رکھے اور اُن انصار بھائیوں کو جو اس پروگرام میں بوجوہ شامل نہ ہو سکے آئندہ ایسے پروگرام میں بھرپور شرکت کی توفیق بخشے اور خدمت خلق کے اس رفاعی کام کے بہترین ثمرات ظاہر فرمائے۔آمین

مقابلہ مقالہ نویسی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی بعنوان ''نظام خلافت''

برائے مجالس انصار اللہ، خدام الاحمدیہ و لجنہ اماء اللہ

قواعد، ذیلی عناوین وامدادی کتب

قواعد

☆ عنوان مقالہ ''**نظام خلافت**''

☆ مقالہ کے الفاظ 60 ہزار سے کم اور ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد نہ ہوں۔

☆ جن کتب کا حوالہ دیا جائے اُن کے مصنفین، مطبع، سن اشاعت وغیرہ کا ذکر کیا جائے۔

☆ کاغذ کے ایک طرف صاف اور خوشخط تحریر کریں۔

☆ مقالہ جمع کرانے کی آخری تاریخ 30 جولائی 2007ء ہے۔ مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والے مقالہ جات مقابلہ میں شریک نہ کئے جائیں گے۔

☆ ان مقابلہ جات میں تینوں مجالس (مجلس انصار اللہ، مجلس خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ پاکستان) شریک ہوں گی۔

☆ ہر مجلس کے لئے دیئے جانے والے انعامات کی تفصیل یہ ہے

اوّل: سیٹ روحانی خزائن + 25 ہزار روپے نقد + سند امتیاز

دوم: سیٹ تفسیر کبیر + سیٹ حقائق الفرقان + 15 ہزار روپے نقد + سند امتیاز

سوم: سیٹ انوار العلوم + 10 ہزار روپے نقد + سند امتیاز

ان تین انعامات کے علاوہ دس انعامات حُسن کارکردگی کی بناء پر اگلی دس پوزیشن حاصل کرنے والوں کو ایک ایک کتاب اور سند امتیاز کی صورت میں دیئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ مقابلہ میں شرکت کرنے والوں کو سند شرکت بھی دی جائے گی۔

☆ مقالہ کے شروع میں مقالہ لکھنے والے رکن اپنا نام ولدیت، مجلس کا نام، ضلع اور مکمل پوسٹل ایڈریس معہ فون نمبر صاف اور خوشخط تحریر کریں۔

☆ مجلس خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے اراکین اپنے مقالہ جات مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور لجنہ اماء اللہ پاکستان کی وساطت سے مجلس انصار اللہ پاکستان کو بھجوائیں گے اور انصار اراکین اپنے مقالہ جات براہ راست مجلس انصار اللہ پاکستان کو بھجوائیں۔

☆ مقالہ لکھنے والے اراکین کی راہنمائی کے لئے ذیلی عناوین اور امدادی کتب کی فہرست دی جا رہی ہے۔ تاہم مقالہ نویس

ان کتب کے علاوہ مزید کتب سے بھی استفادہ کرسکتے ہیں نیز اگر چاہیں تو وہ مزید ذیلی عناوین بھی بنا سکتے ہیں-تاہم مقالہ تحریر کرتے وقت قیادت تعلیم کی طرف سے دیئے گئے عناوین کو ضرور مدنظر رکھا جائے-

ذیلی عناوین

(1) خلافت کی تعریف، اہمیت اور اقسام (2)نظام خلافت، قرآن و احادیث کی روشنی میں (3)بزرگان اُمت کے نزدیک خلافت کی اہمیت (4)مقام خلافت کی عظمت و اہمیت (5)خلافت کے دس عظیم مقاصد (6)خلافت کا نظام مذہب کے دائمی نظام کا حصہ ہے (7)خلافت کی ذمہ داریاں اور ان کی ادائیگی کا عظیم نظام (8)خلافت کے ذریعہ توحید الٰہی کا قیام (9)خلافت روحانی ترقیات کا عظیم الشان ذریعہ (10)خلافت کے ذریعہ وحدت قومی (11)خلافت سے متعلق حضرت مسیح موعود اور خلفاء کے ارشادات (12)خلافت کی برکات (13)خلافت راشدہ کا مختصر ذکر (14)خلافت احمدیہ کی تاریخ، خلفاء احمدیت کی مختصر سوانح (15)خلفاء احمدیت کی تحریکات (16)خلافتِ احمدیہ کے پہلے سو سال کے دوران جماعتی ترقیات (17)قیام خلافت اور ہماری ذمہ داریاں

امدادی کتب

(1)تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعود جلد 2، 6، 7، 8، 9، 10 (2)حقائق الفرقان جلد 1، 2، 3، 4 خطبات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (3)ترجمہ قرآن کریم از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع (4)رُوحانی خزائن جلد 1، 3، 6، 7، 8، 17، 20، 23 (5)ملفوظات تمام جلدیں (6)منصب خلافت، برکات خلافت، انوارِ خلافت، خلافتِ راشدہ، خلافت حقہ اسلامیہ، نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر، خلافت احمدیہ کے مخالفین کی تحریک از حضرت مصلح موعود (7)خلافت و مجددیت از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث (8)خلیفہ خدا بناتا ہے از مکرم شیخ مبارک احمد صاحب (9)خلافت احمدیہ قادیان ۔انجمن انصاراللہ (10)خلافت ترکی اور آیت استخلاف از مکرم خورشید علی احمدی صاحب (11)خلافت حضرت ابوبکر صدیق از مکرم دوست محمد شاہد صاحب (12)خلافت راشدہ از مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب (13)خلافت راشدہ از حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صاحب (14)خلافت مصلح موعود از مکرم مولانا جلال الدین شمس صاحب (15)خلافت احمدیہ از مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب (16)الفرقان ۔خلافت نمبر (17)تاریخ احمدیت جلد۳ تا آخر (18)خلافت رابعہ کی فتوحات، ترقیات از مکرم عبدالسمیع صاحب (19)اخبار الفضل خلافت نمبر (20)دیگر اخبارات، رسائل وجرائد جماعت احمدیہ (21)حیات نور از مکرم مولانا عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل (22)سوانح فضل عمر جلد 1 تا جلد 5 از فضل عمر فاؤنڈیشن (23)حیات ناصر از مکرم محمود مجیب اصغر صاحب (24)ایک مردِ خدا (حضرت مرزا طاہر احمد صاحب) از آئن ایڈم سن (25)مجلۃ الجامعہ (حضرت مصلح موعود نمبر)

واقفین عارضی پر اللہ تعالیٰ کے افضال

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث تحریک وقف عارضی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس تحریک میں حصہ لینے والے ان پڑھ تھے یا کم پڑھے ہوئے تھے یا بڑے عالم تھے۔ چھوٹی عمر کے تھے یا بڑی عمر کے، اللہ تعالیٰ نے ان پر قطع نظر ان کی عمر، علم اور تجربہ کے (کہ اس لحاظ سے ان میں بڑا ہی تفاوت تھا) اپنے فضل کے نزول میں کوئی فرق نہیں کیا۔ اس عرصہ میں ان سب پر اللہ تعالیٰ کا ایک جیسا فضل ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اور اس کے فضل سے 99 فیصدی واقفین عارضی نے بہت ہی اچھا کام کیا۔ ان میں سے ہر ایک کا دل اس احساس سے لبریز تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس عرصہ میں اس پر اتنے فضل نازل کئے ہیں کہ وہ اس کا شکر ادا نہیں کرسکتا اور اس کے دل میں یہ تڑپ پیدا ہوئی کہ خدا کرے اسے آئندہ بھی اس وقف عارضی کی تحریک میں حصہ لینے کی توفیق ملتی رہے اور بعض جماعتوں نے تو یہ محسوس کیا کہ گویا انہوں نے نئے سرے سے ایک احمدی کی زندگی اور اس کی برکات حاصل کی ہیں۔ ان کی غفلتیں ان سے دور ہوگئی ہیں اور ان میں ایک نئی روح پیدا ہوگئی۔''

(خطبات ناصر جلد اوّل صفحہ 402)

(مرسلہ: تعلیم القرآن و وقف عارضی مجلس انصاراللہ پاکستان)

❀--❀--❀

نصاب سہ ماہی چہارم (اکتوبر تا دسمبر 2006ء)

(1) ترجمہ قرآن کریم پارہ نمبر 4 (نصف آخر) (2) کتاب ''تذکرۃ الشہادتین'' از حضرت مسیح موعود علیہ السلام (روحانی خزائن جلد 20) (3) کتاب ''ذکر الٰہی'' از حضرت مصلح موعود (انوار العلوم جلد 3)

(مرسلہ: قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان)